مسلمانوں میں

ہندوانہ رسوم ورواج

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقيق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

فضیلۃ الشیخ حافظ عبدالسلام بن محمد حفظہ اللہ

4-لیک روڈ چوبرجی لاہور
+92-42-37230549

غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
+92-42-37242314

Head Office : +92-42-35062910 Cell: +92-322-4006412 Fax: +92-42-37150407
E.mail: dar_ul_andlus@yahoo.com

تالیف

ناشر .... دارالاندلس

قیمت ....

پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز

4- لیک روڈ چوبرجی لاہور | غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

+92-42-37230549 | +92-42-37242314

Head Office . +92-42-35062910 Cell +92-322-4006412 Fax +92-42-37150407

E mail: dar_ul_andlus@yahoo.com

مسلمانوں میں

ہندوانہ رسوم ورواج
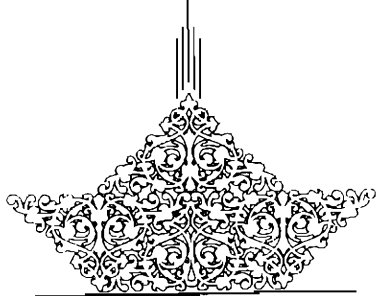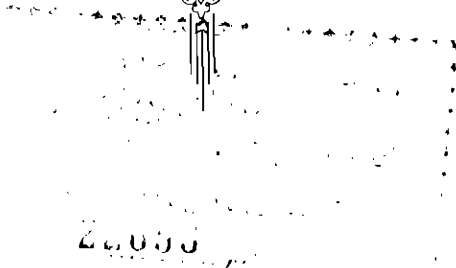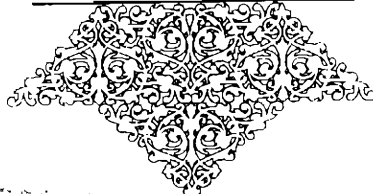
مسنون خطبہ

«إِنَّ الْحَمْدَلِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِينُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَ مَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ: فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَ شَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَ كُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ»

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ○ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ○ لا يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ○

''بلاشبہ سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، ہم اس کی تعریف کرتے ہیں' اس سے مدد مانگتے ہیں اور اسی سے بخشش مانگتے ہیں۔ ہم اپنے نفوس کے شر اور اپنی بداعمالیوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتے ہیں۔ جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جسے اپنے در سے دھتکار دے اس کے لیے کوئی رہبر نہیں ہوسکتا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ معبود برحق صرف اللہ تعالیٰ ہے، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔''

حمد و صلوۃ کے بعد یقیناً تمام باتوں سے بہتر بات اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور تمام طریقوں سے بہتر طریقہ محمد ﷺ کا ہے اور تمام کاموں سے بدترین کام وہ ہیں جو (اللہ کے دین میں) اپنی طرف سے نکالے جائیں، دین میں ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی اور ہر گمراہی کا انجام جہنم کی آگ ہے۔

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمہیں موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو۔''

''اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور (پھر) اس جان سے اس کی بیوی کو بنایا اور (پھر) ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پیدا کیں اور انہیں (زمین پر) پھیلایا۔ اللہ سے ڈرتے رہو جس کے ذریعے تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور رشتوں (کو قطع کرنے) سے ڈرو (بچو)۔ بے شک اللہ تمہاری نگرانی کر رہا ہے۔''

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ایسی بات کہو جو محکم (سیدھی اور سچی) ہو، اللہ تمہارے اعمال کی اصلاح اور تمہارے گناہوں کو معاف فرمائے گا اور جس شخص نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی تو اس نے بڑی کامیابی حاصل کی۔''

---

(۱) آل عمران: ۱۰۲/۳۔ (۲) النساء: ۱/۴۔ (۳) الاحزاب: ۷۰/۳۳۔۷۱۔

(۴) صحیح مسلم، کتاب الجمعة، باب خطبته ﷺ فی الجمعة: ۱۵۳/۶۔ ابوداؤد، کتاب السنة، باب فی لزوم السنة۔ نسائی، کتاب صلاۃ العیدین باب کیف الخطبة۔ ابن ماجه، باب اجتناب البدع والجدل۔ دارمی، باب اتباع السنة۔ مسند احمد: ۱۲۷/۴۔۱۲۶

مسلمانوں میں ہندوانہ رسوم ورواج

عرض ناشر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى اَشْرَفِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ اَمَّا بَعْدُ!

اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناقابل معافی جرم شرک ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذَالِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ﴾ (النساء: ٤/ ٤٨)

''اللہ تعالیٰ یہ جرم ہرگز نہیں معاف کرے گا کہ اسکے ساتھ کسی کو شریک بنایا جائے اوراس کے علاوہ جسے چاہے گا بخش دے گا۔

ہندو اس جرم عظیم کا نمائندہ اور وکیل ہے۔اس وقت بھی تین کروڑ بتوں کی پوجا صرف ہندوستان میں ہو رہی ہے۔مسلمانوں کو شرک کے خاتمہ اور توحیدی نظام کے قیام کے لیے پیدا کیا گیا تھا۔لیکن افسوس کہ آج کا مسلمان ہندو مشرک کی پوری پوری نقالی کر رہا ہے۔

اگر ہندو گنگا، جمنا اور متھرا کے سفر کرتا ہے تو مسلمان اجمیر، داتا اور سہون جاتا ہے۔

بسنت اور ویلنٹائن ڈے پوری سرکاری سرپرستی میں منائے جاتے ہیں۔شادی بیاہ،غمی خوشی،عبادات،رسوم و رواج،شکل وصورت،لباس،تہذیب وثقافت میں اس حد تک امت مسلمہ گمراہی میں جا چکی کہ مسلمان اور ہندو میں تمیز کرنا ممکن نہیں رہا۔

زیر نظر کتاب ''مسلمانوں میں ہندوانہ رسوم ورواج'' میں محترم حافظ عبدالسلام بن محمد حفظہ اللہ تعالیٰ نے دلائل کے ساتھ یہ بات ثابت کی ہے کہ آج مسلمانوں نے بے شمار معاملات میں یہود وہنود کی نقالی اختیار کر رکھی ہے۔اللہ تعالیٰ کتاب کے مفاہیم کو سمجھ کر اصلاح کرنے کی توفیق دے۔آمین

طالب دعا

محمد سیف اللہ خالد

مدیر ''دارالاندلس''

مسلمانوں میں ہندوانہ رسوم ورواج

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَتَّخِذُوا۟ ٱلْيَهُودَ وَٱلنَّصَٰرَىٰٓ أَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۚ وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُۥ مِنْهُمْ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَهْدِى ٱلْقَوْمَ ٱلظَّٰلِمِينَ ﴿٥١﴾ ﴾ (۱)

جب کوئی شخص اسلام لاتا ہے تو اس میں کئی تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں۔ ان میں سے ایک اہم تبدیلی یہ ہوتی ہے کہ اس کی دوستی اور دشمنی کا معیار بدل جاتا ہے۔ جو کل تک اس کے دوست تھے وہ دشمن بن جاتے ہیں اور جو دشمن تھے وہ دوست بن جاتے ہیں اور ان نئے بننے والے دوستوں کی خاطر وہ پرانے دوستوں سے لڑائی تک کے لیے تیار ہوجاتا ہے۔ بلکہ اس لڑائی میں اپنی جان اور اپنا مال قربان کرنے سے بھی گریز نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(۱) المائدہ: ۵/ ۵۱۔

﴿ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيٓ إِبْرَٰهِيمَ وَٱلَّذِينَ مَعَهُۥٓ إِذْ قَالُوا۟ لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَءَٰٓؤُا۟ مِنكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ ٱلْعَدَٰوَةُ وَٱلْبَغْضَآءُ أَبَدًا حَتَّىٰ تُؤْمِنُوا۟ بِٱللَّهِ وَحْدَهُۥٓ ﴾ (۲)

''یقیناً تمہارے لیے ابراہیم علیہ السلام اور اس کے ساتھیوں میں بہترین نمونہ ہے جب انہوں نے اپنی قوم سے برملا کہہ دیا کہ ہم بری ہیں تم سے اور اس سے جس کی اللہ کے علاوہ تم عبادت کرتے ہو۔ (ہمارا تمہارا کوئی تعلق نہیں) ہم تمہارا انکار کرتے ہیں اور ہمارے تمہارے درمیان ہمیشہ کے لئے دشمنی اور بغض کھلم کھلا ظاہر ہو چکا ہے۔ یہاں تک کہ تم اکیلے اللہ پر ایمان لاؤ۔''

اس سے معلوم ہوا کہ ایمان کا تقاضا ہے کہ مسلمان اور کافر کے درمیان ہمیشہ کے لئے دشمنی ہو اور اس دشمنی کا کھلم کھلا اعلان کیا جائے۔ یہ دشمنی صرف اس وقت ختم ہو سکتی ہے جب وہ اکیلے اللہ پر ایمان لے آئیں۔ اگر یہ بات نہ ہو تو ایمان نہیں ہے۔ ایمان اسی چیز کا نام ہے کہ اللہ تعالیٰ، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ان کے دوستوں سے محبت ہو اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں سے دشمنی ہو۔

میرے بھائیو! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَتَّخِذُوا۟ ٱلْيَهُودَ وَٱلنَّصَٰرَىٰٓ أَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۚ وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُۥ مِنْهُمْ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَهْدِى ٱلْقَوْمَ ٱلظَّٰلِمِينَ ﴿٥١﴾ ﴾ (۳)

(۲) الممتحنة: ۶۰/۴ (۳) المائدہ: ۵/۵۱

"اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! یہود ونصاریٰ کو دوست نہ بناؤ ان کے بعض بعض کے دوست ہیں اور تم میں سے جو انہیں دوست بنائے' وہ انہی سے ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔"

اس آیت میں یہود ونصاریٰ کو دوست بنانے سے منع کرنے کی ایک نہایت نفیس حکمت بیان فرمائی گئی ہے۔فرمایا: تم یہود ونصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں۔

بعض اوقات انسان کی کسی کافر، یہودی یا عیسائی سے دوستی ہو جاتی ہے۔ وہ ہمیشہ اس سے تعاون کرتا ہے' یہ سمجھتا ہے کہ اس نے مجھے کبھی نقصان نہیں پہنچایا۔اس لئے یہ میرا حقیقی دوست ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس غلط خیال کی اصلاح فرمائی۔فرمایا: ﴿بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ﴾ یہ لوگ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ جسے آپ اپنا دوست سمجھ رہے ہیں' یہ دوسرے یہود ونصاریٰ کا دوست ہے۔اس کی تمہارے ساتھ دوستی ہے تو کچھ اوروں کے ساتھ بھی دوستی ہے جو تمہارے دشمن ہیں۔کفار کے ساتھ دوستی پر اتنا سخت حکم لگایا،فرمایا:

﴿وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ﴾ (٤)

"تم میں سے جو ان کے ساتھ دوستی رکھے گا پھر وہ ہم سے نہیں بلکہ انہی میں سے ہے۔"

---

(٤) المائدہ ٥/ ٥١

وہ مسلمانوں کی صف میں نہیں بلکہ کفار کی صفوں میں ہے۔ میرے بھائیو! دیکھو کتنا سخت فتویٰ ہے کہ کفار سے دوستی رکھنے والا انہی میں سے ہے۔ مسلمانوں سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ» (۵)

''جو شخص کسی قوم کے ساتھ مشابہت اختیار کرے وہ انہی میں سے ہے۔''

میرے بھائیو!......اس کا سبب یہ ہے کہ انسان کے دوست تین قسم کے ہوتے ہیں اور دشمن بھی تین قسم کے۔ سب سے پہلے میرا دوست وہ ہے جو مجھ سے محبت کرتا ہے، مجھ سے دوستی رکھتا ہے۔ دوسرا دوست وہ ہے جو میرے دوست سے دوستی رکھتا ہے۔ تیسرا وہ ہے جو میرے دشمن سے دشمنی رکھتا ہے۔

اسی طرح میرا ایک دشمن وہ ہے جسے مجھ سے دشمنی ہے، دوسرا دشمن وہ ہے جو میرے دوست کا دشمن ہے، تیسرا دشمن وہ ہے جو میرے دشمن کا دوست ہے۔ جو شخص میرے کسی دشمن سے دوستی رکھے، وہ میرا دوست نہیں ہوسکتا۔ میرا دشمن بھی میرا دشمن ہے۔ میرے دوستوں کا دشمن بھی میرا دشمن ہے اور میرے دشمنوں سے دوستی رکھنے والا بھی میرا دشمن ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَتَّخِذُواْ عَدُوِّى وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَآءَ ﴾ (۶)

---

(۵) ابو داود، کتاب اللباس، باب فی لبس الصوف والشعر: ۴۰۳۱۔ مسند احمد: ۲/ ۵۰

(۶) الممتحنة: ۶۰/ ۱

''اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو، میرے دشمن اور اپنے دشمن کو دوست نہ بنا لینا۔ کبھی ان پر اعتماد نہ کرنا۔''

میرے بھائیو!...... جب ایمان صحیح طریقے سے دل میں آجاتا ہے تو پھر یہ حالت ہوجاتی ہے کہ اللہ، اس کے رسول ﷺ اور اہل ایمان کے ساتھ شدید محبت پیدا ہوجاتی ہے اور ان کے دشمنوں سے شدید نفرت اور عداوت پیدا ہوجاتی ہے۔ اب میں ایک دو واقعات مثال کے طور پر ذکر کرتا ہوں۔

دیکھئے! ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ پہلے کافر تھے۔ بنوحنیفہ کے سردار تھے۔ مسیلمہ کذاب کے کہنے پر رسول اللہ ﷺ کو دھوکے سے قتل کرنے کے لئے نکلے۔ مگر مسلمانوں نے انہیں گرفتار کرلیا اور مسجد نبوی کے ستون کے ساتھ لاکر باندھ دیا۔ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے، فرمایا: ''ثمامہ کہو کیا حال ہے؟'' انہوں نے کہا: ''اچھا ہے، اگر آپ مجھے قتل کریں گے تو ایک خون والے کو قتل کریں گے (جس کا بدلہ لینے والے موجود ہیں) اور اگر مال چاہتے ہیں تو فرمائیے، جتنا آپ چاہتے ہیں، آپ کو دے دیا جائے گا۔'' آپ اسے وہیں چھوڑ کر چلے گئے، پھر اگلے دن اس کے پاس آئے تو اس سے یہی بات فرمائی اور اس نے یہی جواب دیا۔ پھر تیسرے دن وہاں سے گزرے تو پھر اس کا حال دریافت فرمایا اور اس نے وہی جواب دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ثمامہ کو چھوڑ دو۔''

ثمامہ اس (اسیری کے) دوران قرآن کریم سنتا رہا۔ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نماز اور دوسرے حالات دیکھتا رہا۔ جونہی اسے چھوڑا گیا، مسجد کے قریب

کھجوروں کے ایک باغ میں گیا، غسل کیا، مسجد میں آیا اور بلند آواز سے پڑھا:

«أَشْهَدُ أَنْ لاَّ إِلٰهَ إِلاَّ اللهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ» (۷)

اب دیکھیے !اسلام لانے کے ساتھ ہی کیا تبدیلی واقع ہوئی؟ کہنے لگا: ''یا رسول اللہ! اللہ کی قسم !اس روئے زمین پر آپ کے چہرے سے زیادہ بغض مجھے کسی چہرے سے نہیں تھا، تو اب آپ کا چہرہ مجھے سب چہروں سے زیادہ محبوب ہو گیا ہے۔ اللہ کی قسم! روئے زمین پر کوئی دین مجھے آپ کے دین سے زیادہ ناپسندیدہ نہیں تھا اور اب آپ ﷺ کا دین مجھے سب دینوں سے زیادہ پیارا اور محبوب ہو گیا ہے۔ اللہ کی قسم! کوئی شہر آپ کے شہر سے زیادہ برا دکھائی نہیں دیتا تھا، اب آپ کا شہر مجھے سب شہروں سے زیادہ محبوب دکھائی دیتا ہے۔''

ہند بنت عتبہ جس نے رسول اللہ ﷺ کے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ کا مثلہ کیا تھا اور جگر چبایا تھا، جب ایمان لے آئی تو کہتی ہے: یا رسول اللہ! تمام روئے زمین پر آپ ﷺ کے خیمہ والوں سے زیادہ کسی خیمہ میں رہنے والوں کے متعلق میری یہ خواہش نہیں تھی کہ وہ ذلیل ہوں، اور اب یہ حالت ہو گئی ہے کہ روئے زمین پر آپ کے خیمے سے بڑھ کر کسی خیمہ کے متعلق میری خواہش نہیں کہ انہیں عزت حاصل ہو۔ (۸)

تو میرے بھائیو!...... یہ ایک قدرتی چیز ہے کہ ایمانی محبت تمام محبتوں پر غالب

(۷) صحیح بخاری، کتاب المغازی :باب وفد بنی حنیفه وحدیث ثمامة بن اثال: ۴۳۷۲۔

(۸) صحیح بخاری، کتاب مناقب الانصار، باب ذکر هند بنت عتبة بن ربیعه رضی الله عنها: ۳۸۲۵۔

ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا ہم سے تقاضا بھی یہی ہے کہ ہماری طرف آ ؤ تو پورے آ ؤ۔ یہ نہیں کہ کچھ دوستی ہم سے اور کچھ ہمارے دشمنوں سے۔ یہ بات اللہ تعالیٰ کو قطعاً گوارا نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱدْخُلُوا۟ فِى ٱلسِّلْمِ كَآفَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا۟ خُطُوَٰتِ ٱلشَّيْطَٰنِ ۚ إِنَّهُۥ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿٢٠٨﴾ ﴾ (۹)

”اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!...... اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں کی پیروی مت کرو۔ یقیناً وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔“

میرے بھائیو!...... یہ بات تو ہم سب جانتے ہیں کہ ہم میں سے بیشتر کے پہلے آباء واجداد ہندو تھے۔ پھر اللہ نے انہیں اسلام کی نعمت عطا فرمائی۔ اب چاہئے تو یہ تھا کہ جب مسلمان ہوئے تو پورے پورے اسلام میں داخل ہوتے اور انہیں کفر کی رسموں سے شدید بغض ہوتا۔ ہوسکتا ہے ابتداء میں مسلمان ہونے والوں کا ایسا ہی حال ہو۔ وہ پورے پورے اسلام میں داخل ہوئے ہوں اور انہوں نے ہندوانہ رسوم یکسر چھوڑ دیں ہوں۔ مگر افسوس کفر کے ساتھ اسلام کی جو عداوت ہونی چاہئے، مسلمان اسے قائم نہ رکھ سکے۔ جبکہ ہندوؤں نے اسلام کے ساتھ اپنی نفرت برقرار رکھی۔ انہوں نے مسلمانوں کو ناپاک قرار دیا، کہ یہ پلید ہیں۔ ان کا جھوٹا کھانا پینا ناجائز ہے اور اگر ان کا سایہ پڑ جائے تو ہندو بھرشٹ (پلید) ہو جاتا ہے۔

---

(۹) البقرۃ = ۲/ ۲۰۸

کفر کا اسلام کے ساتھ اتنا شدید بغض دیکھ کر ہی مسلمانوں کو چاہیے تھا کہ وہ کفر کی رسوم سے دلی بغض رکھتے اور کسی صورت ان کا اثر قبول نہ کرتے۔ مگر ہوا کیا؟ اب آپ اپنے گردوپیش پر نظر ڈالیں۔ امت مسلمہ کے افراد کی زندگی کا جائزہ لیں۔ میں بھی کچھ نشان دہی کروں گا۔ آپ اس ارادے سے مسلمانوں کے اعمال کو دیکھیں کہ ان میں غیروں کی کون کون سی چیزیں داخل ہو گئی ہیں تو آپ کو بے شمار چیزیں نظر آنی شروع ہو جائیں گی اور آپ پکار اٹھیں گے کہ اوہو! ہم تو ہندوؤں کا طریقہ اختیار کیے ہوئے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ ہماری وہ روش نہیں جو اصحاب رسول ﷺ کی تھی۔ عبادات سے لے کر معاملات تک، رہن سہن سے بول چال تک، غرض ہر چیز میں وہ طریقہ اختیار کر لیا ہے جو خاص طور پر کفار کا طریقہ ہے۔ حالانکہ دشمنی کا تقاضا یہ تھا کہ ان کی مخالفت کی جاتی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((خَالِفُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارٰی))(10)

''یہود ونصاریٰ کی مخالفت کرو۔''

بہت سی چیزیں بتائیں کہ فلاں چیز میں مخالفت کرو، فلاں میں مخالفت کرو۔ یہودیوں کو دیکھا کہ اپنے سر کی مانگ نہیں نکالتے۔ یہ دیکھ کر نبی ﷺ نے سر کے درمیان میں مانگ نکالنی شروع کر دی۔ یہودی موسیٰ علیہ السلام اور بنو اسرائیل کی فرعون سے نجات کے شکرانے کے طور پر 10 محرم کا روزہ رکھتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر میں

---

(10) مسند احمد، ٥/٢٦٤، ٢٦٥۔

آئندہ سال زندہ رہا تو (9) محرم کا روزہ رکھوں گا۔ تاکہ اصل عبادت اور شکریہ بھی ادا ہو جائے اور دن بدلنے کے ساتھ یہود کی مخالفت بھی ہو جائے۔(۱۱)

میرے بھائیو!... کوئی ایسا کام جو کفار کا خاص طریقہ ہو، اگر قرآن وحدیث میں اس کی واضح طور پر ممانعت نہ بھی آئی ہو تب بھی مسلمانوں کو اس سے بچنا چاہئے۔ کیونکہ جو کسی قوم کے ساتھ مشابہت اختیار کرے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ انہی میں سے ہے۔ لیکن اب صورت حال یہ ہے کہ مسلمانوں نے کفار کے وہ طریقے بھی اپنا لئے ہیں جن سے صاف طور پر اللہ تعالیٰ نے اور رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ خصوصاً ہندو قوم کے بے شمار عقائد اور رسوم ورواج مسلمانوں میں رائج ہو گئے ہیں۔

ہندوؤں کے رسوم ورواج سے واقفیت کے لئے میں نے چند کتابیں تلاش کی ہیں۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ ان کا ضرور بالضرور مطالعہ کریں۔

۞ ایک کتاب ہے ''تحفۃ الہند'' یہ مولانا عبید اللہ نے لکھی ہے۔ یہ پہلے ہندو تھے، اس وقت ان کا نام ''اننت رام'' تھا۔ توفیق الٰہی سے مسلمان ہو گئے تو انہوں نے ہندوؤں کو اسلام کی دعوت دینے کے لئے یہ کتاب لکھی اور اس میں اسلام کی تعلیمات اور ہندو مذہب کے عقائد اور رسم ورواج کا مقابلہ کرکے اسلام کی حقانیت ثابت کی۔ اس کتاب میں ہندوؤں کی مستند کتابوں سے ان کے رسم ورواج اور عقائد وعبادات ذکر کئے ہیں اور خود مصنف بھی چونکہ پہلے ہندو تھے،

(۱۱)صحیح مسلم، کتاب الصیام :باب ای یوم یصام فی عاشوراء: ۱۱۳۴۔

اس لئے ان کا بیان بھی ہندو مذہب کے رسوم و رواج کے بیان میں معتبر حیثیت رکھتا ہے۔

- دوسری کتاب "البیرونی" کی "کتاب الہند" ہے۔ البیرونی نے ہندوستان میں آ کر یہاں کے عالموں اور پنڈتوں سے باقاعدہ ان کے علوم پڑھے، ان کی شاگردی کی، پھر اس کتاب میں ان کے علوم اور ان کے عقائد اور رسوم و رواج تفصیل سے بیان کئے۔
- تیسری کتاب ڈاکٹر "محمد عمر" کی تالیف "ہندوستانی تہذیب کا مسلمانوں پر اثر" ہے۔ اس میں انہوں نے ہندو تہذیب کی ان چیزوں کی تفصیل لکھی ہے جو مسلمانوں میں داخل ہو چکی ہیں۔ ان کے علاوہ بھی کئی کتابوں میں ہندوؤں کی رسوم بیان کی گئی ہیں۔

اب میں ہندوؤں کی چند چیزیں آپ کے سامنے ذکر کرتا ہوں۔

عبادت:

سب سے پہلی چیز تو عبادت ہے اور عبادت میں پہلی چیز توحید الٰہی ہے۔ ہندوؤں کے ہزاروں خدا ہیں بلکہ ان کے نزدیک ہر چیز ہی خدا ہے۔ مسلمانوں میں یہ عقیدہ وحدۃ الوجود کی صورت میں ظاہر ہوا۔

نماز اور ذکر:

دوسری چیز نماز ہے۔ "تحفۃ الہند" کے دوسرے باب کی دوسری فصل میں لکھا ہے کہ

ہندوؤں کے دین میں دن رات میں ایک عبادت فرض ہے اس کا نام ''سندھیا'' ہے۔ اس کے تین وقت ہیں:

① صبح کا وقت ② دن کے درمیان کا وقت ③ شام کا وقت ۔اور

اس عبادت میں وہ دل سے تو اپنے تین بڑے دیوتاؤں ''برہما'' ''بشن'' اور'' مہادیو'' کی تعظیم میں مصروف رہتے ہیں۔ اور آنکھیں اور ناک بند کر کے ان کی صورت کا تصور رکھتے ہیں۔''بشن'' کی تصویر کو اپنی ناف میں خیال کرتے ہیں'' برہما'' کی صورت کو سینے میں اور'' مہادیو'' کی صورت کو اپنے دماغ میں خیال کرتے ہیں۔صبح کے وقت'' سندھیا''میں مشرق کی طرف منہ کرتے ہیں۔ دوپہر کو کھڑے ہوکر دونوں ہاتھ بطور دعا اٹھاتے ہیں اور شام کی عبادت میں مغرب کی طرف منہ کر کے کھڑے ہوتے ہیں۔

اب آپ غور فرمائیں! اسلام کا ان چیزوں سے کوئی تعلق ہی نہیں بلکہ یہ سب بت پرستی کے کام ہیں۔ نہ ہی اسلام میں آنکھیں بند کر کے نماز کی اجازت ہے نہ ہی سانس بند کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔مگر ہندوؤں کے اثر کی وجہ سے مسلمانوں میں یہ چیزیں بھی آ گئیں۔صوفی حضرات اسم ذات اور نفی اثبات کے ذکر کا طریقہ ہی یہ بتاتے ہیں کہ آنکھیں بند کر کے پڑھو اور سانس بند کر کے پڑھو، یہ طریقہ ہندوؤں سے آیا ہے، ہندوؤں کے دیوتاؤں کی جگہ مسلمانوں نے شیخ کا تصور رکھنا شروع کر دیا کہ عبادت کرو' اللہ کا ذکر کرو تو ساتھ مرشد کا تصور رکھو۔ حالانکہ یہ صاف اللہ کی عبادت میں مخلوق کو

شریک کرنا ہے۔ لا الہ الا اللہ پڑھتے وقت اس کے مفہوم کی طرف توجہ کی جائے یہ تعلیم دی جاتی ہے کہ لفظ ''لا'' کی گھنڈی کا تصور ناف میں رکھیں۔ اور لفظ ''الہ'' کا تصور دماغ میں رکھیں۔ اور ''الا اللہ'' کی ضرب دل میں لگائیں۔ حالانکہ اس طریقہ کا کتاب وسنت میں کوئی وجود ہی نہیں۔ کئی لوگ لفظ اللہ لکھ کر اس کا نقش دل پر یاد کرتے بناتے ہیں۔ حالانکہ یہ اللہ تعالیٰ کی ذات کا تصور نہیں ہے اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ نے اس کی تعلیم دی۔ اللہ تعالیٰ تو وہ ہستی ہے جس کی کرسی آسمان وزمین سے وسیع ہے۔ اس کا تصور دل پر لکھے ہوئے ایک لفظ کی صورت میں کرنا اسلام کی تعلیمات سے مطابقت نہیں رکھتا۔ پھر جس طرح ہندوؤں نے اپنے دیوتاؤں کے نقش کے تصور کیلئے ناف سینہ اور دماغ مقرر کیے ہیں' اسی طرح صوفی حضرات نے ناف، سینے اور دماغ میں چھ لطیفوں کی جگہ مقرر کر رکھی ہے اور ہر ایک لطیفے کو کسی نہ کسی پیغمبر کے زیر قدم رکھا ہوا ہے۔

اسلام میں اللہ تعالیٰ کا زیادہ سے زیادہ ذکر کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ مگر اس کیلئے رسول اللہ ﷺ نے ہر موقع کی مناسبت سے ذکر کی تعلیم دی ہے۔ نہایت جامع اور بامعنی کلمات سکھائے ہیں۔

مثلاً صبح کو اٹھے تو کہے:

«اَلْحَمْدُ للهِ الَّذِيْ أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُوْرُ» (۱۲)

---

(۱۲)صحیح بخاری، کتاب التوحید، باب السئوال بأسماء الله تعالی والاستعاذة بها: ۷۳۹٤۔

بیت الخلاء کے لیے جائے تو:

«اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ» (١٣)

گھر سے نکلے تو:

«بِسْمِ اللهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللهِ لاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ إِلاَّ بِاللهِ» (١٤)

چھینک آئے تو: «اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ» سننے والا کہے: «يَرْحَمُكَ اللهُ»، چھینک مارنے والا دوبارہ کہے: «يَهْدِيْكُمُ اللهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ» (١٥)

عام حالات میں کوئی بامعنی کلمہ مثلاً:

«سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ» (١٦)

ہندوؤں اور دوسری غیر مسلم قوموں میں ایک ہی لفظ بار بار دہرایا جاتا ہے۔ کوئی رام رام کی گردان کرتا ہے، کوئی اوم یا اون کی۔

اسلام میں ان الفاظ کی تو گنجائش نہیں تھی۔ چنانچہ لفظ اللہ کا ورد اختیار کیا گیا کہ سانس بند کر کے، آنکھیں بند کر کے زیادہ سے زیادہ جتنی دفعہ کہہ سکو بڑھاتے چلے جاؤ، کہتے چلے جاؤ۔

---

(١٣) صحیح بخاری، کتاب الوضوء، باب ما یقول عند الخلاء: ١٤٢۔ صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب ما یقول اذا اراد دخول الخلاء: ٣٧٥۔

(١٤) ابو داؤد، کتاب الأدب، باب ما یقول اذا خرج من بیته: ٥٠٩٥۔

(١٥) صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب اذا عطس کیف یشمت: ٦٢٢٤۔

(١٦) ترمذی، کتاب الدعوات، باب فی العفو والعافیة: ٣٥٩٧۔

بے شک یہ اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔ مگر صرف اس لفظ یعنی محض اللہ، اللہ، اللہ، کے ورد کی تعلیم رسول اللہ ﷺ نے نہیں دی۔ نہ خود آپ ﷺ نے یہ طریقہ اختیار فرمایا۔

ہندو بت پوجتے تھے۔ تم نے شیخ کا تصور پوجنا شروع کر دیا۔ وہ سانس اور آنکھیں بند کرتے تھے تم نے بھی وہی طریقہ اختیار کیا۔ بتاؤ فرق کیا رہ گیا! وہ سورج کی طرف منہ کرتے تھے، اس کی تعظیم کرتے تھے۔ بعض مسلمانوں نے بھی سورج نکلتے وقت اس پر نظر جمانے کے نام پر اس کی عبادت شروع کر دی اور باور یہ کروایا کہ اس سے روحانی قوت حاصل ہوتی ہے، صرف نام بدل گئے ہیں، کام نہیں بدلے مگر صرف نام بدلنے سے کیا ہوتا ہے۔

بدلنا ہے تو مے بدلو، مزاج مے کشی بدلو
وگرنہ ساغر و مینا بدل جانے سے کیا ہوگا

تسبیح اور مالا:

رسول اللہ ﷺ نے انگلیوں پر اللہ کا ذکر گننے کی تلقین فرمائی آپ نے فرمایا:

«اِعْقِدْنَ بِالاَنَامِلِ فَإِنَّهُنَّ مَسْئُوْلاَتٌ وَمُسْتَنْطَقَاتٌ» (۱۷)

''انگلیوں کی گرہوں پر گنو کیونکہ ان سے سوال کیا جائے گا اور یہ بلوائی جائیں گی۔''

---

(۱۷)ابو داؤد، کتاب الصلوۃ، باب التسبیح بالحصی: ۱۵۰۱۔ ترمذی، کتاب الدعوات باب ماجاء فی عقد التسبیح بالید: ۳۴۸۶۔

ہندو مالا جپتے ہیں۔ مسلمانوں نے تسبیح رکھ لی۔ یہ تسبیح آپ کو رسول اللہ ﷺ سے نہیں ملے گی۔

شیخ ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ نے ضعیف اور موضوع احادیث کے متعلق ایک کتاب "سلسلة الاحاديث الضعيفة والموضوعة" لکھی ہے۔ اس کی جلد ۱ حدیث نمبر ۸۳ میں مشہور روایت: «نِعْمَ الْمُذَكِّرُ السُّبْحَةُ» (۱۸) یعنی "تسبیح بہت اچھی یاد دلانے والی ہے" کو موضوع قرار دیا ہے اور تفصیل سے ثابت کیا ہے کہ تسبیح کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے کوئی روایت ثابت نہیں ہے۔ پھر شیخ البانی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ اب تک جو صحیح احادیث مجھے یاد ہیں ان کی روشنی میں سو سے زیادہ گن کر پڑھنے والی کوئی حدیث مجھے نہیں ملی اور سو تک آسانی کے ساتھ انگلیوں پر گنا جا سکتا ہے، اس سے زیادہ پڑھنا ہو تو بغیر گنتی کے پڑھو۔

ویسے مسلمان کو اتنا موقع ملتا ہی مشکل سے ہے کہ وہ گن کر ہزاروں کی تعداد میں وظیفہ کرے۔ کوئی دوست آ گیا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ تو اسے جواب دیا۔ کوئی مظلوم آ گیا۔ اس کی مدد کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔ یہ نہیں کہ ادھر مہمان ذلیل ہو رہا ہے اور ادھر حضرت صاحب ہزار دانے کی تسبیح پھیر رہے ہیں۔ سانس بند کر کے بارہ ہزار دفعہ اللہ، اللہ، اللہ پورا کر رہے ہیں۔ یہ طریقہ مسلمانوں کا نہیں، ہندو سادھوؤں کا ہے۔ ہندو کٹیاؤں میں گیان دھیان میں مشغول رہتے تھے۔ مسجد میں یہ طریقے چل نہیں سکتے

---

(۱۸) سلسلة الأحاديث الضعيفه والموضوعة: ۸٤/۱۔

تھے۔ مسلمانوں نے خانقاہیں بنالیں۔ سوا سوا لاکھ کے وظیفے شروع کر دیئے۔ خواہ بندوں کے حقوق بالکل برباد ہو جائیں۔ خواہ کفار مسلمانوں کے ممالک پر قابض ہو جائیں، انہیں اپنی گنتی پوری کرنے کی فکر ہے۔

ہر کام کی ابتداء:

میرے بھائیو! یہ نبی کریم ﷺ کا راستہ نہیں ہے۔ اس راستے پر چلو گے تو بزدلی اور بے ہمتی کی طرف جاؤ گے اور نبی ﷺ کے راستے پر چلو گے تو عزت ورفعت کی طرف جاؤ گے۔ علم حاصل کر کے دعوت پھیلاؤ، جہاد کرو اور ہر وقت زبان ان اذکار سے تر رکھو جو اللہ کے رسول ﷺ نے بتائے ہیں۔ ہزاروں لاکھوں کی گنتی کے چکروں میں نہ پڑو۔

میرے بھائیو! رسول اللہ ﷺ نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ ہر کام کی ابتداء اللہ کا نام لے کر شروع کرو۔ جو اہم کام اللہ کا نام لے کر شروع نہ کیا جائے وہ بے برکت ہے۔ کوئی کام ''بسم اللہ'' سے شروع ہوتا ہے۔ کوئی ''الحمد للہ'' سے کوئی ''اللہ اکبر'' سے الغرض ہر کام اس پیدا کرنے والے کے نام سے شروع ہوتا ہے۔

'' تحفۃ الہند'' کے تیسرے باب کی چوتھی فصل میں لکھا ہے کہ ہندوؤں کے دین میں ہر کام سے پہلے ''گنیش'' کا نام لینا ضروری ہے۔ وہ ہر کام سے پہلے کہتے ہیں ''سری گینشائے نمہ'' یعنی ''گنیش'' کو میری نمستکار یعنی تسلیمات ہے، ''گنیش'' کون ہے؟ ''مہادیو'' کا بیٹا ہے جس کا سر ہاتھی کا سا ہے اور وہ ہندوؤں کا بہت بڑا دیوتا ہے۔

معلوم ہوا کہ ہندوؤں کے ہاں ہر کام کی ابتداء خالق کی بجائے مخلوق کے نام سے

کی جاتی ہے۔ اب مسلمانوں کا حال دیکھئے! میں نے خود ان گناہ گار کانوں سے سنا ہے۔ ڈرائیور گاڑی پہ بیٹھا ہے۔ اللہ کا نام نہیں لیتا، بسم اللہ نہیں پڑھتا، کیا کہتا ہے؟ ''یا پیر استاذ'' اللہ تجھے ہدایت دے' پیر استاد بیچارے کے ہاتھ میں کیا ہے؟ وہ تمہاری کیا مدد کرے گا۔ تم بسم اللہ پڑھ کر سوار ہو اور پھر یہ دعا پڑھو:

﴿سُبْحَٰنَ ٱلَّذِى سَخَّرَ لَنَا هَٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُۥ مُقْرِنِينَ ﴿١٣﴾ وَإِنَّآ إِلَىٰ رَبِّنَا لَمُنقَلِبُونَ ﴿١٤﴾﴾ (۱۹)

''پاک ہے وہ ذات جس نے ہمارے لیے یہ (سواری) مسخر کر دی وگرنہ ہم اس کو مطیع نہ بنا سکتے۔ اور بے شک ہم نے اپنے رب ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔''

اگر کوئی شخص کشتی میں بیٹھا ہے تو کہتا ہے یا ''خواجہ خضر'' اتنے نادان اور بے سمجھ ہیں کہ خالق کو چھوڑ کر مخلوق کو پکارتے ہیں۔ کوئی شیخ عبدالقادر جیلانی کو پکارتا ہے اور کہتا ہے: یا غوث پاک' کوئی کہتا ہے: یا رسول اللہ۔

میرے بھائیو! کیا اللہ کے رسول ﷺ نے یہ سکھایا ہے کہ یا رسول اللہ کہو؟ نہیں آپ ﷺ نے تو سکھایا تھا ((اُذْكُرُوا اللّٰه ذِكْرًا كَثِيْرًا)) اللہ کا ذکر کرنا ہے۔ غیر اللہ کو نہیں پکارنا ہے۔ جو ہمارے عزیز، ہمارے دوست، ہمارے رشتہ دار یہ کام کرتے ہیں، انہیں سمجھاؤ۔ ان سے کہو اپنی عاقبت برباد نہ کرو۔ کیوں ہندوؤں کے راستے پر چل پڑے

---

(۱۹) الزخرف: ۴۳/ ۱۳۔۱۴

ہو؟ کیوں خالق کو چھوڑ کر مخلوق سے فریادیں کر رہے ہو؟

ملاقات کا طریقہ:

اب ملاقات کا طریقہ لیجیے۔ نبی ﷺ نے ملتے وقت سلام کا طریقہ سکھایا، چھوٹا بڑے کو پہلے سلام کہے۔ چھوٹی جماعت بڑی جماعت کو پہلے سلام کہے، چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کہے، سوار پیادہ کو سلام کہے اور سلام کے الفاظ کیا ہیں۔ السلام علیکم اور جواب وعلیکم السلام۔ اگر ورحمۃ اللہ بڑھا دیں تو کیا ہی کہنا اور اگر وبرکاتہ بھی بڑھا لیں تو اس سے بھی بہتر ہے، مصافحہ بھی سنت ہے۔ اگر کبھی سفر سے آئے تو معانقہ بھی کر سکتے ہیں۔(۲۰)

اب ہندوؤں کا طریقہ سنیے......! ہندوؤں کے آپس میں ملنے کے طریقے مختلف ہیں۔ ان کے نزدیک جو چھوٹا ہے' وہ پہلے بڑے کو ماتھا ٹیکے، بڑا اس کے جواب میں دعا دے مثلاً: جیتے رہو، اس طرح غیر برہمن قوم کے لوگ برہمن کو ماتھا ٹیکیں۔ سکھ لوگ جب آپس میں ملتے ہیں تو واہ گرو جی کی فتح کہتے ہیں۔(۲۱)

اب دیکھیے! مسلمانوں نے کیا طریقہ اختیار کیا ہے؟ مسلمان بھی سلام کرتے وقت جھکتے ہیں۔ حالانکہ اس سے رسول اللہ ﷺ نے صاف لفظوں میں منع فرمایا۔

---

(۲۰)صحیح بخاری، کتاب الاستیذان: ۶۲۳۱۔ صحیح مسلم ، کتاب السلام، باب یسلم الراکب علی الماشی والقلیل علی الکثیر: ۲۱۶۰۔

(۲۱)تحفۃ الھند، (تیسرا باب چوتھی فصل)

ترمذی میں صحیح حدیث ہے۔ انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ ایک آدمی نے کہا: ''یارسول اللہ! ...... آدمی اپنے بھائی یا دوست سے ملتا ہے تو کیا اس کے لئے جھکے؟'' آپ نے فرمایا: ''نہیں۔'' نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جھکنے سے منع فرمایا۔ جھکنا صرف اللہ کے سامنے ہے۔ مخلوق کے سامنے نہیں۔ (۲۲)

پروفیسر حضرات، جج صاحبان اور افسر لوگ دیکھے ہیں کہ سلام کرتے وقت اتنا جھکتے ہیں کہ رکوع میں ہی چلے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب بھائیوں کو ہدایت دے۔ یہ مسلمانوں کا طریقہ نہیں، ہندوؤں کا طریقہ ہے۔ پھر یہ سلیوٹ بھی غیر مسلموں کا طریقہ ہے۔

اب مسلمانوں میں ہندوؤں کا ایک اور طریقہ دیکھیے! مسلمان جب دوسرے مسلمان بھائی سے ملتا ہے تو السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتا ہے۔ دوسرا جواب میں وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ کہتا ہے۔ دونوں ایک دوسرے کے لئے اللہ تعالیٰ سے سلامتی اور رحمت کی دعا کرتے ہیں۔ اب بعض لوگ سلام کی جگہ کہتے ہیں: ''یا علی مدد'' اور جواب میں کہا جاتا ہے: ''مولا علی مدد'' بھائیو! ایک دوسرے سے ملتے وقت اللہ سے سلامتی اور رحمت کی دعا کی بجائے مخلوق سے مدد مانگنا صرف ہندوؤں کا طریقہ ہے۔ صرف نام بدلے ہیں، عقیدہ وہی ہے۔ پرانی شراب نئی بوتلوں میں آ گئی ہے۔

ستاروں کی تعظیم:

''البیرونی'' نے ''کتاب الھند'' میں لکھا ہے کہ ہندوستاروں کی بہت تعظیم کرتے

---

(۲۲) ترمذی، کتاب الاستیئذان، باب ماجاء فی المصافحۃ: ۲۷۲۸۔

ہیں۔ خصوصاً قطب تارے کی تعظیم دوسرے ستاروں سے بھی زیادہ کرتے ہیں۔ ان کے اعتقاد کے مطابق آسمان قطب پر اس طرح گھومتا ہے جیسا کہ کمہار کا چکر، اسلام میں ستاروں کی کوئی تاثیر نہیں مانی گئی۔ خوش قسمتی یا بدقسمتی سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ قحط یا بارش میں ان کا کوئی دخل ہے، اور نہ ان کی تعظیم کی تعلیم دی گئی ہے۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حدیبیہ میں ایک رات بارش ہوئی تو صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جانتے ہو تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا ہے؟'' انہوں نے کہا: ''اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔'' آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: میرے کچھ بندے ایسے ہیں جنہوں نے آج صبح اس حال میں کی ہے کہ وہ میرے ساتھ ایمان لانے والے ہیں اور ستاروں کا انکار کرنے والے ہیں اور کچھ بندے ایسے ہیں جنہوں نے آج صبح اس حال میں کی ہے کہ وہ میرے ساتھ کفر کرنے والے ہیں اور ستاروں پر ایمان لانے والے ہیں تو جس نے کہا: ''ہم پر اللہ کے فضل اور اس کی رحمت کے ساتھ بارش ہوئی'' تو یہ میرے ساتھ ایمان لانے والا اور ستارے کے ساتھ کفر کرنے والا ہے اور جس نے کہا: ''ہم پر فلاں فلاں ستاروں کے ملنے سے بارش ہوئی'' تو یہ میرے ساتھ کفر کرنے والا اور ستارے کے ساتھ ایمان رکھنے والا ہے۔(۲۳)

---

(۲۳)صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ الحدیبیۃ :۱۴۷/۵۔ صحیح مسلم ، کتاب الایمان، باب بیان کفر من قال مطرنا بالنوء ۔

مسلمانوں میں قطب کی تعظیم:

اب آپ دیکھئے! مسلمانوں میں قطب کی تعظیم ہندوؤں سے کس طرح آئی؟ اکثر مسلمان قطب کی اتنی تعظیم کرتے ہیں کہ اپنی چارپائی کی پائنتی قطب (شمال) کی طرف نہیں کرتے۔ حالانکہ قطب بے چارہ کیا ہے؟ کیا وہ ہمارا خالق ہے۔ نہیں صرف ایک ستارہ ہے جو اللہ کے زبردست حکم کے سامنے مجبور ہے۔ بعض لوگوں نے تو ایک حدیث بھی گھڑ لی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے نبی ﷺ کا نور پیدا کیا اور وہ اتنے سالوں تک قطب تارے میں رہا۔ آپ نے بھی یہ حدیث سنی ہوگی۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی ہندوؤں نے ... سے بنائی گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے اس کی کوئی سند نہیں۔

ہندوؤں میں ستارہ پرستی بہت ہے۔ ستاروں کے ذریعے اپنی قسمت کا حال معلوم کرنا، زائچے بنوانا، ہر کام کرنے سے پہلے نجومیوں سے پوچھنا کہ مبارک گھڑی کون سی ہے؟ تاکہ کام شروع کیا جائے۔ اور منحوس کون سی؟ تاکہ کام شروع نہ کیا جائے۔ یہی چیز مسلمانوں میں بھی آ چکی ہے۔ جسے دیکھو زائچے بنواتا پھرتا ہے۔

نجومیوں سے اپنی قسمت کا حال پوچھتا پھرتا ہے۔ باباؤں کے پاس دھکے کھاتا پھرتا ہے۔ بے نظیر بھی جاتی ہے۔ نواز شریف بھی جاتا ہے کہ بتاؤ مجھے حکومت کب ملے گی؟ سبحان اللہ! اگر ایسے ہی کرنی والے ہوتے تو تمہیں حکومت کیوں دیتے؟ خود کیوں نہ لیتے!!؟ بس عقل کی کمی ہے۔ انسان جب اللہ تعالیٰ کی درگاہ پر قائم نہیں رہتا تو وہاں سے اسے دھکیل دیا جاتا ہے۔ پھر ذلیل ہوکر پستی کی طرف لڑھکتا ہی چلا جاتا ہے۔ اللہ

تعالیٰ نے قرآن مجید میں مشرک کی مثال بیان فرمائی:

﴿ وَمَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ ﴿٣١﴾ ﴾ (۲٤)

''جو کوئی اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرائے تو گویا وہ آسمان سے گر پڑا۔ پس اسے پرندے اچک لیتے ہیں یا ہوا اسے کسی دور جگہ میں گرا دیتی ہے۔''

آپ خود دیکھ لیں! جب توحید کے آسمان سے گرے تو کیسے کیسے مردار خور گدھوں کے پنجوں میں جا پھنسے۔ جنتریاں اور فالنامے لے کر بیٹھے ہوئے قسمت شناس سڑکوں کے کنارے طوطوں والے پروفیسر، سارے جہان کے گھوڑوں کی لید پھانکنے والے تقدیریں بتارہے ہیں۔

میرے بھائیو! انہیں سمجھانے کی بہت ضرورت ہے۔ کیوں اپنی عاقبت برباد کرتے ہو اور وہمی، خیالی چیزوں کے پیچھے پڑ کر دنیا بھی خراب کرتے ہو۔ کسی کو معلوم نہیں کہ کل کیا ہوگا۔ یہ قرآن کا فیصلہ ہے:

﴿ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ﴾ (۲۵)

''اور کوئی جان یہ نہیں جانتی کہ وہ کل کیا کمائے گی۔'' یعنی کل اس کے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔''

---

(۲٤) الحج : ۳۱/۲۲۔

(۲۵) لقمان : ۳٤/۳۱۔

چوریاں بتانا:

صحیح مسلم میں ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ اَتٰی عَرَّافًا فَسَأَلَهُ عَنْ شَیْءٍ لَمْ یُقْبَلْ لَهُ صَلاَةُ أَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً» (٢٦)

''جو شخص کسی عراف (چوریاں بتانے والے) کے پاس جائے اور اس سے کسی چیز کے متعلق پوچھے' چالیس راتوں تک اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔''

اب دیکھ لیں! کتنے مسلمان ہیں کہ ان کی چوریاں ہوتی ہیں یا کوئی چیز گم ہوتی ہے تو ساتھ ہی ایمان بھی گم ہو جاتا ہے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے تمام احکام انہیں بھول جاتے ہیں۔ پوچھتے پھرتے ہیں، کوئی عامل بتاؤ جو گمشدہ چیز کا پتہ بتائے۔ کوئی دائرہ ڈالنے والا' لوٹا گھمانے والا نہیں چھوڑتے۔

استخارہ کے نام پر کہانت:

کچھ مولویوں نے استخارے کے نام پر مستقبل کے حالات بتانے کا کاروبار شروع کر رکھا ہے۔ حالانکہ استخارے کا یہ مطلب ہی نہیں۔ استخارہ تو وہ دعا ہے جو رسول اللہ ﷺ نے خود سکھائی کہ جب تم میں سے کوئی شخص کسی کام کا ارادہ کرے تو فرض کے علاوہ دو رکعت پڑھے اور آخر میں یہ دعا کرے۔ اس دعا میں اللہ تعالیٰ کی جناب میں درخواست کی جاتی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یا اللہ یہ کام اگر میرے لئے بہتر ہے تو

---

(٢٦) صحیح مسلم، کتاب السلام، باب تحریم الکهانة واتیان الکهان: ٢٢٣٠۔

میری قسمت میں کر اور میرے لئے آسان کر دے اور اگر میرے لئے برا ہے تو مجھے اس کام سے ہٹا دے اور جو کام میرے لئے بہتر ہے، میری قسمت میں کر دے۔ (۲۷)

اس استخارہ کا آئندہ حالات بتانے سے اور غیب کی باتیں معلوم کر لینے سے کوئی تعلق ہی نہیں۔ آئندہ کے حالات اور غیب کی خبریں بتانے کا کام جو ہندو پنڈت اور نجومی کرتے تھے وہی کام یہ عامل استخارے کے نام پر کر رہے ہیں، حالانکہ یہی کہانت ہے۔ جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص کاہن کے پاس آیا اور اسے اس بات میں سچا جانا جو وہ کہتا ہے تو وہ اس چیز سے بری ہے جو محمد ﷺ پر نازل کی گئی۔'' (۲۸)

پھر ان عاملوں کے ہاں شرکیہ نقش، ہندسوں والے تعویذ، ٹونے ٹوٹکے، دشمن کی بربادی، محبوب کو مسخر کرنے کے کتنے ہی کام ہیں جو صاف یہودیوں اور ہندوؤں کے کام ہیں۔ مسلمانوں کے کام نہیں۔ بچالو اپنے بھائیوں کو اپنی ماؤں اور بہنوں اور عزیزوں کو جو ان لوگوں کے پاس جا کر اپنا ایمان برباد کر رہے ہیں۔

''سرادھ'' اور ایصال ثواب کی رسمیں ختم، قل، برسی، سالگرہ وغیرہ

توحید ورسالت اور نماز کے بعد تیسرا فرض زکاۃ ہے، اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو کچھ عطا فرمایا اس میں اللہ کا حصہ ہے فرمایا:

﴿ وَءَاتُوا حَقَّهُۥ يَوْمَ حَصَادِهِۦ ﴾ (۲۸)

---

(۲۷)صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب الدعاء عند الاستخارہ: ۶۳۸۲۔

(۲۸)ابو داؤد، کتاب الطب، باب فی الکاھن: ۳۹۰۴۔

''زمین میں سے جو فصل حاصل ہو' کٹائی کے دن اس کا حق ادا کرو۔''

اگر کوئی فصل 17 من پیدا ہو جائے تو اس میں سے دسواں یا بیسواں حصہ ادا کرنا لازم ہے۔ اگر کنویں یا ٹیوب ویل کے پانی سے سیراب ہوتی ہے تو بیسواں حصہ اور اگر بارانی یا دریائی پانی سے سیراب ہوتی ہے تو دسواں حصہ دینا ہوگا۔

سونے چاندی میں سے اڑھائی فیصد زکاۃ ہے اور بکریوں' اونٹوں اور گائیوں کا بھی نصاب زکاۃ مقرر ہے۔ جب کوئی شخص فوت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ نے اس کی جائیداد وارثوں میں تقسیم کرنے کا حکم دیا۔ لڑکے بھی وارث ہیں لڑکیاں بھی۔

اب مسلمان نہ عشر دیتے ہیں نہ زکاۃ دیتے ہیں، نہ لڑکیوں کو ان کی وراثت دیتے ہیں۔ مگر جب کوئی فوت ہو جائے تو اس کا ختم ضرور دلاتے ہیں حالانکہ یہ ہندوؤں کا خاص طریقہ ہے مسلمانوں کا نہیں۔

''تحفۃ الہند'' کے دوسرے باب کی چھٹی فصل میں لکھا ہے کہ ہندوؤں کے ہاں میت کو کھانے کا ثواب پہنچانے کا نام ''سرادھ'' ہے اور جب سرادھ کا کھانا تیار ہو جائے تو پہلے اس پر پنڈت کو بلا کر کچھ ''بید'' پڑھواتے ہیں اور مُردوں کے لیے ثواب پہنچانے کے لیے ان کے ہاں خاص دن مقرر ہیں۔ خصوصا جس دن فوت ہوا ہو۔ ہر سال اسی دن ختم دلانا یعنی برسی یا مرنے کے بعد تیرہواں دن' بعض کے لیے پندرہواں دن اور بعض کے لیے تیسواں یا اکتیسواں دن ثواب پہنچانے کے لیے مقرر ہے۔

اسی طرح مسلمانوں نے بھی تیجا، ساتواں، چالیسواں اور برسی مقرر کر لیے اور کھانا

تیار کروا کر اس پر ختم پڑھوانا شروع کر دیا۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ سے ان میں سے کوئی رسم بھی ثابت نہیں۔ اب اگر یہ کام پیارے نبی ﷺ سے ثابت نہ ہوں اور ہندوؤں سے ثابت ہوں تو ہم انہیں اسلام کے احکام سمجھیں گے یا کفر کی رسمیں سمجھیں گے۔ میرے بھائیو! یہ سب کفر کی رسمیں ہیں۔ تیجہ، ساتواں، چالیسواں، برسی، یوم پیدائش، سالگرہ: یہ سب کفار کے طریقے ہیں، اسلام سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا طریقہ یہ ہے کہ جس دن کسی کے ہاں کوئی شخص فوت ہو یا ان کے کسی فرد کی موت کی خبر آئے' اس دن اس کے اقارب ان کے گھر کھانا تیار کر کے روانہ کریں۔

عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ان کے والد جعفر طیار کی شہادت کی خبر آئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جعفر کے گھر والوں کے لیے کھانا تیار کرو کیونکہ ان کے پاس ایسی چیز آئی جو انہیں مشغول کر رہی ہے۔(۲۹)

میت کے دفن کے بعد میت کے گھر اجتماع کرنا اور کھانا تیار کرنا نبی ﷺ کا طریقہ نہیں۔ بلکہ مسند احمد میں حدیث ہے:

«عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِاللهِ الْبَجَلِيِّ قَالَ كُنَّا نَعُدُّ الإِجْتِمَاعَ إِلَى أَهْلِ الْمَيِّتِ وَصَنْعَةَ الطَّعَامِ بَعْدَ دَفْنِهِ مِنَ النِّيَاحَةِ»

---

(۲۹)ابو داؤد، کتاب الجنائز، باب صنعة الطعام لأهل الميت: ۳۱۳۲۔ ترمذی، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی الطعام يصنع لأهل الميت: ۹۹۸۔

(۳۰)مسند احمد ' نیل الاوطار: ۹۷/۴ ' ابن ماجه، باب ما جاء فی النهی عن الاجتماع الی أهل الميت وصنعة الطعام: ۱۶۱۲۔

"جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم میت کو دفن کرنے کے بعد اس کے گھر والوں کے پاس اکٹھ کرنے اور کھانا تیار کرنے کو نوحہ خوانی سے شمار کرتے ہیں۔"

اب دفن کے بعد اس گھر میں اجتماع کرنا، کھانا تیار کرنا، مجلسیں برپا کرنا، اسی دن ہو یا قل کے نام پر تیسرے دن ہو یا ساتویں یا چالیسویں دن' صحابہ کرام اسے نوحہ خوانی (رونے پیٹنے) کی ایک قسم قرار دیتے تھے اور نوحہ خوانی حرام ہے۔ ابوداؤد میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوحہ کرنے والی اور سننے والی پر لعنت فرمائی۔(۳۱)

کئی عالم لوگ جو اتباعِ سنت کا دعویٰ رکھتے ہیں، قل، ساتے کی مجلس میں اس لئے چلے جاتے ہیں کہ وہاں جا کر کھانا کھانے کے ساتھ انہیں وعظ ونصیحت بھی کریں گے۔ کہتے ہیں: اس طرح اجتماع میں جانے میں کیا حرج ہے؟ میرے بھائی! صحابہ اس مجلس کو، اس اجتماع کو نوحہ خوانی کی مجلس قرار دے رہے ہیں۔ ان میں تو شامل ہونا ہی حرام ہے...... ہاں اگر وہاں جا کر نہ کھانا کھائے، نہ میت کے قصیدے پڑھے بلکہ یہی تاکید سے کہے کہ تمہارا یہ اجتماع نوحہ خوانی ہے، حرام ہے اور اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت ہے تو الگ بات ہے۔

(۳۱)ابو داؤد، کتاب الجنائز، باب فی النوح: ۳۱۲۸۔

گاڑیوں میں لٹکے ہوئے جوتے اور نقش نعلین شریفین:

ہندو تہذیب کا ایک اور نمونہ دیکھنا ہو تو وہ آپ کو گاڑیوں کے آگے لٹکے ہوئے جوتے کی صورت میں ملے گا۔ جوتا کیوں لٹکایا جاتا ہے؟ صاف ظاہر ہے کہ ان کے خیال کے مطابق یہ جوتا انہیں ایکسیڈنٹ سے بچائے گا، آفات سے بچائے گا۔ سبحان اللہ! اتنی پستی، مسلمان اور اتنی ذلت کہ جوتا جو پاؤں میں ہوتا ہے، وہ مشکل کشا بن گیا۔ جب انسان توحید سے اکھڑ جائے تو ذلت کی گہرائیوں میں اسی طرح گرتا ہے۔

کئی توحید کا دعویٰ کرنے والے بھی اس مصیبت میں پھنسے ہوئے ہیں۔ آپ نے دیکھا ہوگا کئی گاڑیوں میں ایک کاغذ پر جوتے کا نقش لٹکا ہوا ہوتا ہے اور اوپر لکھا ہوتا ہے ''نقشہ نعلین شریفین'' کہ یہ نبی کریم ﷺ کے جوتوں کا نقشہ ہے۔ غور کیجئے! یہ نبی ﷺ کا جوتا بھی نہیں بلکہ آپ کے جوتے کا کاغذ پر نقشہ ہے۔ جس طرح بت بنائے جاتے تھے۔ وہ کسی بزرگ یا پیغمبر کے ہی بت ہوتے تھے۔ وہ بت حقیقت میں وہ شخص نہیں ہوتا تھا۔ مگر مشرک اس کو وہی شخص سمجھتے تھے۔ جب اس کو وہی سمجھا تو آہستہ آہستہ اس کی پرستش شروع ہوگئی۔ اب اس نقش نعلین شریفین میں لکھا ہے کہ جس کو کوئی حاجت ہو، نعلین شریفین کا نقش اپنے سر پر رکھ کر کہے: ''یا اللہ اس جوتے کے طفیل میری حاجت پوری فرما دے۔'' استغفر اللہ! کیا کسی صحابی نے نبی کریم ﷺ کا **اصل** جوتا سر پر رکھ کر کبھی یہ دعا کی؟...... ہرگز نہیں پہلے مشرکوں نے پتھر اور دھات کے بت بنائے تھے اور انسان

کے بنائے تھے۔ ان لوگوں نے کاغذ کے بت بنائے اور وہ بھی جوتے کے بنائے۔ واقعی پستی کی کوئی حد نہیں ہوتی۔

گنگا، جمنا، متھرا کے سفر اور اجمیر، داتا سہون کے سفر:

اب حج کو دیکھئے! ہر مسجد اللہ کا گھر ہے، ساری زمین پر جہاں چاہیں نماز پڑھ سکتے ہیں۔ مگر حج صرف مکہ مکرمہ میں ہی ہوگا۔ طواف بیت اللہ کا ہی ہوگا۔ بوسہ صرف حجر اسود کو ہی دیا جائے گا۔ قربانیاں ساتھ لے کر، فقیری کا اظہار کرتے ہوئے، احرام کے کپڑے پہن کر، بیوی سے پرہیز کرتے ہوئے، شکار سے بچتے ہوئے، سفر صرف بیت اللہ کی طرف کیا جائے گا۔ کسی دوسری جگہ حج نہیں ہوگا خواہ اللہ کا کوئی گھر ہی ہو۔ غیر اللہ کے آستانوں کی طرف اس طرح کے بھیس بنا کر جانا جس طرح اللہ کے گھر کی طرف جاتے ہوئے بناتے ہیں اور ان سے امید اور خوف رکھنا اللہ تعالیٰ کو کس طرح گوارا ہوسکتا ہے؟ اس نے تو برملا کہہ دیا ہے کہ:

﴿ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِۦ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَآءُ ﴾ (۳۲)

''اللہ تعالیٰ یہ جرم ہرگز نہیں معاف کرے گا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک بنایا جائے اور اس کے علاوہ جسے چاہے گا بخش دے گا۔''

ہندوؤں کے ہاں بہت سی جگہیں ہیں جو ان کے مختلف معبودوں کے نام سے مشہور ہیں وہ ان کی طرف جماعتیں بنا کر جھنڈے اٹھاتے ہوئے فقیری والا بھیس بنا کر جاتے

---

(۳۲) النساء: ۴/ ۴۸۔

ہیں، وہاں جا کر ان کی عبادت کرتے ہیں اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں، ان کے نام کی نذریں، نیازیں اور قربانیاں دیتے ہیں۔

''تحفۃ الہند'' کے دوسرے باب کی پانچویں فصل سے چند جگہیں ملاحظہ فرمائیں:
کرکھیتر، گنگا، جمنا، کانگڑا، متھرا، دوارکا، جگن ناتھ اور بہت سی جگہیں ہیں جہاں غیر اللہ کی پرستش ہوتی ہے مگر اللہ کی عبادت کا پتہ بھی نہیں چلتا۔

اب مسلمانوں کو دیکھ لیجیے! انہوں نے بھی حاجات مانگنے کے لیے جماعتیں بنا کر جھنڈے اٹھائے ہوئے فقیری لباس پہن کر کئی قبروں کی طرف سفر شروع کر رکھا ہے۔ وہاں جا کر قبر کا طواف کرتے ہیں' نذریں نیازیں دیتے ہیں، جانوروں کے چڑھاوے چڑھاتے ہیں اور ان فوت شدہ بزرگوں سے اپنی مرادیں مانگتے ہیں۔ بلکہ صاف کہہ دیتے ہیں: مکے جانے کی کیا ضرورت ہے، قلعے والے کے گھر کا طواف ہی کافی ہے۔ کئی لوگ ہر سال اجمیر جاتے ہیں، کئی سہون شریف حج کے لیے جاتے ہیں۔ ہمارے گاؤں سے میرا ایک رشتہ دار سہون کی طرف سفر پر روانہ ہوا تو دوسرے بھائی نے سمجھاتے ہوئے کہا کہ: ''وہاں کیوں جاتے ہو؟'' اس نے کہا کہ: ''مکہ میں کوئی زیادہ حج ہوتا ہے' کیا سہون جانے سے حج نہیں ہوتا''؟

میرے بھائیو! اب بھی ہم مسلمان ہیں؟ کیا یہ مسلمانی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے صرف ایک گھر کا طواف بتایا تھا۔ یہاں سینکڑوں گھروں کے طواف ہو رہے ہیں بلکہ غیر اللہ کے آستانوں کی وہ فضیلت بیان ہو رہی ہیں جو اللہ کے گھر کی بھی نہیں۔ دیکھیں! مکہ

میں کوئی ایسا دروازہ نہیں کہ جو اس سے گذر جائے بہشتی ہو جاتا ہے مگر پاک پتن میں فریدالدین شکر گنج کی قبر پر بہشتی دروازہ بنادیا گیا کہ جو اس سے گزر جائے جنتی ہو جاتا ہے اور سنیے! شیر گڑھ، کلیئر شریف، داتا گنج بخش، امام بری، مادھو لال حسین...... غرض جتنے کنکر اتنے شنکر' ان سب کی طرف ہر سال سفر ہوتا ہے۔ عقیدہ ہندوؤں کا تھا۔ اختیار مسلمانوں نے کرلیا۔ میرے بھائیو! اپنے ان بھائیوں کو بچالو۔ یہ صاف جہنم کی طرف جا رہے ہیں۔ غیر اللہ کو پکار رہے ہیں۔ انہیں اس پیغمبر کا حکم سناؤ جس کا انہوں نے کلمہ پڑھا ہے۔ ان سے کہو کہ آؤ رسول اللہ ﷺ سے پوچھ لیں۔ کہ رسول اللہ ﷺ کا حکم اس کے متعلق کیا ہے؟ صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

«نَهٰى رَسُوْلُ اللهِ ﷺ أَنْ يُجَصَّصَ الْقَبْرُ وَأَنْ يُقْعَدَ عَلَيْهِ وَأَنْ يُبْنٰى عَلَيْهِ» (۳۳)

''رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ قبر کو چونہ گچ کیا جائے یا اس پر عمارت بنائی جائے یا اس پر بیٹھا جائے۔''

اور مسلم ہی میں روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے ابوالھیاج اسدی سے کہا کہ میں تمہیں اس کام پر نہ روانہ کروں جس پر مجھے رسول اللہ ﷺ نے روانہ کیا تھا۔

«أَنْ لاَ تَدَعَ تِمْثَالاً إِلاَّ طَمَسْتَهُ وَلاَ قَبْرًا مُشْرِفًا إِلاَّ سَوَّيْتَهُ»

(۳۳)صحیح مسلم، الجنائز، باب النھی عن تجصیص القبر والبناء علیه: ۹۷۰۔
(۳۴)صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب الأمر بتسویة القبر: ۹۶۹۔

''وہ یہ ہے کہ کوئی تصویر نہ چھوڑ مگر اسے مٹا دے اور کوئی اونچی قبر نہ چھوڑ مگر اسے برابر کر دے۔''

علی رضی اللہ عنہ نے ابوالھیاج کو خاص طور پر اس کام کے لئے کیوں روانہ کیا؟ اس میں ایک خاص مناسبت تھی کہ ابوالھیاج علی رضی اللہ عنہ کے داماد تھے۔ جس طرح علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے داماد کو اس کام پر مقرر فرمایا، علی رضی اللہ عنہ نے اپنے داماد کو مقرر فرمایا۔

اور علی رضی اللہ عنہ کو اس کام پر روانہ کرنے میں اللہ کی طرف سے ایک اور حکمت بھی نظر آتی ہے، وہ یہ کہ جتنے قبر پرست سلسلے ہیں، سب علی رضی اللہ عنہ کے نام لیوا ہیں، اللہ تعالیٰ نے ایسا انتظام فرمایا کہ بلند قبریں برابر کروائیں تو انہیں کے ہاتھ سے کروائیں تا کہ علی رضی اللہ عنہ کے نام لینے والے کسی شخص کے پاس شرک کے مرکز بنانے یا باقی رکھنے کی کوئی دلیل نہ رہے۔

عبادات کے متعلق یہ چند اصولی چیزیں تھیں۔ اب ہم عام رسموں کی طرف آتے ہیں۔ پیدائش کی رسمیں، موت کی رسمیں، نکاح کی رسمیں اور عام رہن سہن کی رسمیں کثرت سے ہندوؤں سے مسلمانوں میں رواج پا گئی ہیں۔ سب سے پہلے ہم شادی کو لیتے ہیں۔

شادی کی رسمیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شادی کا طریقہ نہایت سادہ اور آسان تھا، سب سے پہلے رشتہ

تلاش کرنا ہے تو دیندار تلاش کرنا ہے، ذات پات کی اسلام میں کوئی قید نہیں، ذات پات کی وجہ سے صرف اپنی ہی ذات میں رشتہ کرنے کا تصور ہندوؤں سے مسلمانوں میں آیا ہے۔ اسلام نے نکاح کو کس قدر آسان بنایا۔ اس سلسلہ میں میں آپ کو صحیح بخاری کتاب النکاح سے ایک حدیث سناتا ہوں۔ اس سے آپ کو نکاح کا اسلامی طریقہ کافی حد تک سمجھ آجائے گا۔

عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کا بھائی بنادیا۔ انہوں نے کہا: ''بھائی جان! اللہ تعالیٰ نے مجھے بہت مال دیا ہے، ہم آپس میں برابر تقسیم کر لیتے ہیں، میری دو بیویاں ہیں، آپ دیکھ لیں، جسے آپ پسند کریں میں طلاق دے دیتا ہوں۔ عدت ختم ہونے کے بعد آپ اس سے نکاح کر لیں۔'' اللہ اکبر! آسمان نے ایثار کے ایسے ایسے نظارے بھی دیکھے ہیں۔ لیکن یہ محبت صرف دین سے پیدا ہوتی ہے اور کسی چیز سے یہ محبت اور ایثار پیدا نہیں ہوسکتا۔ اب دوسرے بھائی کا جواب سنئے۔ انہوں نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ آپ کے مال اور اہل میں برکت عطا فرمائے۔ مجھے بازار کا راستہ بتادیجئے۔'' بازار گئے، صبح سے شام تک مختلف چیزیں خریدتے اور بیچتے رہے۔ شام کو کھا پی کر کچھ بچا کر بھی لے آئے۔ چند دن گزرے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے کپڑوں پر زعفران کا کچھ نشان دیکھا۔ فرمایا: ''یہ کیا ہے؟'' انہوں نے عرض کیا: ''میں نے انصار کی ایک عورت سے شادی کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کتنا مہر دیا ہے؟'' اس نے کہا: ''ایک ''نواۃ'' سونا۔ ''نواۃ'' کھجور

کی گٹھلی کو کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ((اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ)) ولیمہ کرو خواہ ایک بکری یا بکرے یا بھیڑ یا چھترے کے ساتھ ولیمہ کرو۔ (۳۵)

عزیز بھائیو!...... یہ طریقہ جو پیارے پیغمبر ﷺ نے سکھایا ہے۔ اس میں پہلی قابل لحاظ بات یہ ہے کہ عبدالرحمان بن عوف کو جونہی رشتہ ملا فوراً نکاح کر لیا۔ رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر انہیں کوئی عزیز نہیں تھا۔ مگر آپ کی شرکت کو بھی ضروری نہیں سمجھا اور نہ آپ کو شریک کرنے کے لئے نکاح کو مؤخر کیا۔

ہمارے ہاں کیا ہوتا ہے؟ لڑکی جوان ہے۔ لڑکا بھی جوان ہے۔ رشتہ طے ہو چکا ہے مگر مہینوں کے مہینے اور سالوں کے سال گزر رہے ہیں مگر نکاح نہیں ہوتا۔ جہیز بنے گا تو نکاح ہوگا۔ ہمارے فلاں عزیز دبئی سے آئیں گے تو نکاح کریں گے۔ ہماری فلاں لڑکی کا دیور انگلینڈ سے آئے گا تو نکاح کریں گے۔ بعض بیوقوف نکاح کر کے لڑکی گھر بٹھا لیتے ہیں۔ ایک سال بعد رخصت کریں گے۔ کیوں؟ کیا لڑکی نابالغ یا بیمار ہے؟ جب بالغ ہے، تندرست ہے، تو اسے خاوند کے گھر کیوں نہیں روانہ کرتے؟ یہ سب باتیں کفار سے مسلمانوں میں آئی ہیں۔ ان کے ہاں بدکاری آسان سے آسان اور نکاح مشکل سے مشکل بنا دیا گیا ہے۔

نکاح کے موقع پر آپ کسی مسلمان کے گھر جا کر دیکھیں ایک ایک رسم پر غور کریں۔ بے شک کسی نمازی کے گھر کو دیکھ لیں، سوائے ایک آدھ شخص کے جس پر اللہ کا خاص

---

(۳۵) صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب الولیمۃ ولو بشاۃ: ۵۱۶۷۔

فضل ہو۔ آپ کو ہر جگہ پورا نقشہ کسی ہندو کے گھر کا نظر آئے گا۔ انہی کے طریقے اور انہی کی رسمیں دیکھنے میں آئیں گی۔

نکاح سے پہلے روٹی اور نیوندرا:

سب سے پہلے تو یہ کہ مسلمانوں میں دعوت ولیمہ لڑکے کی طرف سے ہوتی ہے اور خاوند اور بیوی کی آپس میں ملاقات کے بعد ہوتی ہے۔ یہاں آپ کو لڑکی والے کی طرف سے دعوت طعام کا ذکر کہیں نہیں ملے گا کہ بہت سے لوگ جمع کر کے بارات بنا کر لڑکی والوں کے گھر ضیافت اڑائی جائے۔ ہمارے ہاں نکاح سے پہلے کھانا پکتا ہے۔ لڑکے والوں کے ہاں بھی اور لڑکی والوں کے ہاں بھی اور اس میں لوگوں کو بلایا جاتا ہے۔ اسے روٹی کہتے ہیں۔ یہ روٹی رسول اللہ ﷺ کا طریقہ نہیں۔ ہندوؤں کا طریقہ ہے۔ جب ہندوؤں کا ایک طریقہ اختیار کیا تو اس کے ساتھ ان کے دوسرے طریقے بھی اختیار کرنے پڑتے ہیں۔ چلیئے کھانا آپ نے کھلا دیا۔ اب رجسٹر رکھ کر بیٹھ گئے۔ کہتے ہیں: ''پیسے لاؤ۔'' اس کا نام نیوتہ (نیوندرا) رکھا ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

﴿وَلَا تَمْنُن تَسْتَكْثِرُ ۝٦﴾ (۳٦)

''اس لیے احسان نہ کر کہ تو زیادہ طلب کرے۔''

بتائیے! اس سے بڑھ کر بے مروتی کیا ہوگی!!...... کہا جاتا ہے یہ تعاون اور ہمدردی

(۳٦) سورۃ المدثر = ٧٤/٦

ہے۔ اگر یہ ہمدردی یا تعاون ہوتا تو رسول اللہ ﷺ ضرور کرتے جبکہ یہ نہ رسول اللہ ﷺ نے کیا، نہ صحابہ نے کیا، نہ تابعین نے، نہ ہی کسی عرب ملک میں اب تک پایا جاتا ہے، تعاون تو تب ہوتا کہ اگر قرض نہ ہوتا۔ اب کوئی شخص چاہے کہ میری موت آئے تو مجھ پر کوئی قرض نہ ہو۔ وہ ہر شخص کا قرض ادا کر دیتا ہے۔ اگر اس نے اپنی شادیوں میں نیوتہ وصول کیا ہے تو یہ قرض ادا نہیں کر سکتا۔ یہ اسی وقت ادا ہوگا جب نیوتہ دینے والے شادی یا ختنہ کی کوئی رسم برپا کریں۔

بلکہ آپ برا نہ مانیں تو نیوتہ میں بڑی ہی خست اور کمینگی پائی جاتی ہے۔ آپ میرے گھر آئے۔ میں نے آپ کو کھانا کھلایا اور ساتھ ہی اس کی قیمت کا مطالبہ کر دیا۔ یا چلیئے! میرے مطالبہ کے بغیر ہی آپ نے کچھ روپے نکال کر دیئے۔ اگر میں کھانا کھلا کر قیمت وصول کروں تو بتایئے! یہ بے غیرتی ہے یا نہیں۔ اگر کوئی کہے کہ اتنے آدمیوں کو اپنی گرہ سے کون کھلائے؟ تو بھائیو! آپ کو کس نے یہ مصیبت ڈالی ہے کہ ضرور ہی اتنے لوگوں کو بلا بلا کر ان کے پیسوں سے ان کی دعوت کریں؟ اللہ کے رسول ﷺ نے تو جاہلیت کے طوق اور زنجیریں کاٹ دی تھیں۔ آپ نے دوبارہ پہن لیں۔

لڑکیوں کو وراثت میں حصہ دینے کی بجائے جہیز دینا:

اس قسم کی ایک اور رسم جہیز ہے جس کی وجہ سے برسوں تک لڑکیاں بیٹھی رہتی ہیں اور کئی اسی انتظار میں بوڑھی ہو جاتی ہیں اور کئی دنیا ہی سے رخصت ہو جاتی ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے لڑکی کے تمام اخراجات کا ذمہ دار مرد کو ٹھہرایا ہے۔ وہ عورت کو مہر دیتا ہے،

شادی کے اخراجات کرتا ہے، ولیمہ کرتا ہے، رہائش مہیا کرتا ہے۔ لباس، کھانا، علاج وغیرہ ہر چیز مرد کے ذمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

﴿ٱلرِّجَالُ قَوَّٰمُونَ عَلَى ٱلنِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ ٱللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ وَبِمَآ أَنفَقُواْ مِنْ أَمْوَٰلِهِمْ﴾ (۳۷)

"مرد عورتوں پر حاکم ہیں اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بعض کو بعض پر فضیلت بخشی ہے اور اس وجہ سے کہ وہ اپنے مالوں میں سے خرچ کرتے ہیں۔"

ہندوؤں نے اس کا الٹ کردیا۔ ان کے ہاں گھر کے استعمال کی تمام چیزیں عورت لانے لگی۔ چارپائیاں، بستر، کپڑے، کھانے پکانے کے برتن: غرض ضرورت کی ہر چیز عورت لانے لگی۔

حقیقت یہ ہے کہ جہیز کی یہ رسم مرد کے شرف اور مردانگی کے خلاف ہے۔ ڈاکٹر محمد عمر نے اپنی کتاب "ہندوستانی تہذیب کا مسلمانوں پر اثر" کے تیسرے باب میں لکھا ہے کہ (متحدہ) ہندوستان کے زمانہ میں کمبوہ برادری کے مسلمان جہیز نہیں دیتے تھے نہ باراتیوں سے نیوتہ لیتے تھے۔

معلوم نہیں کمبوہ حضرات اب بھی اس پر قائم ہیں یا نہیں۔ ہندومت میں لڑکی کو جہیز اس لیے دیا جاتا ہے کہ وہ ماں باپ کی جائیداد کی وارث نہیں ہوتی۔ اب مسلمانوں نے

---

(۳۷) النساء: ۴: ۳۴

بھی یہی طریقہ اختیار کر لیا ہے۔ ساری جائیداد بھائی لے جاتے ہیں۔ مکان دکان سب بھائی لے گئے اور بہن کو ٹرخا دیا جہیز پر اور لڑکی پر اس ظلم میں باپ بھی برابر کے شریک ہیں۔ وہ بھی صرف بیٹوں کو ہی جائیداد کا وارث بنانا چاہتے ہیں۔

بے پردگی اور بے حیائی:

شادی کے موقع پر ہندوؤں کی جو رسوم مسلمانوں میں رواج پا گئی ہیں ان میں سے ایک بے پردگی اور بے حیائی ہے۔ ہندو قوم بنیادی طور پر ایک بے حیاء قوم ہے اور شرک اور زنا کا آپس میں خاص تعلق ہونے کی وجہ سے اس قوم میں بے پردگی اور بدکاری عام ہے۔ بلکہ اسے مذہبی سند جواز حاصل ہے حتی کہ ان کے ہاں شرمگاہ تک کی پوجا کی جاتی ہے۔ ان کے بڑے بڑے دیوتاؤں کے زنا کے قصے ان کی مذہبی کتابوں میں لکھے ہوئے ہیں۔ نکاح کے موقع پر مسلمانوں کے گھروں میں جائیں تو آپ کو وہاں ہندو تہذیب صاف ناچتی ہوئی نظر آئے گی۔ اِلا ماشاء اللہ۔ جوان لڑکیاں زیب وزینت لگا کر بے پردہ عام پھر رہی ہوں گی۔ ان کے ساتھ جوان لڑکے بھی آ اور جا رہے ہوں گے۔ غیر محرموں سے کوئی پرہیز، کوئی حجاب نہیں۔ ٹھٹھے بازی، مخول، نظارہ بازی، صاف کفار کا ماحول نظر آتا ہے۔ حتی کہ اس موقع پر بوڑھیاں بھی سرخی پاؤڈر لگا کر عمر رفتہ کو آواز دیتی ہوئی نظر آتی ہیں۔

اسی ہندو معاشرے کا اثر ہمارے گھروں میں یہ ہے کہ اگر کبھی ننھیال یا ددھیال میں اپنے رشتہ داروں سے ملنے کے لیے جائیں تو چچا کی لڑکیاں، ماموں کی لڑکیاں، دوسری

عزیزائیں گلے لگ کر ملتی ہیں۔ میرے بھائیو! یہ رسم کہاں سے آئی۔ جولڑکا لڑکی محرم نہیں، بے شک رشتہ دار ہیں۔ ان کے لئے گلے ملنا کس طرح جائز ہے؟ یہ ہندو تہذیب کا اثر ہے۔ کئی لوگ غیر محرم لڑکیوں کے سروں پر ہاتھ پھیرتے ہیں۔ بھائی! وہ تمہاری محرم نہیں سر پر ہاتھ پھیرنے کا مطلب؟

بغیر اجازت گھروں میں جانا:

ہندو تہذیب کا ہمارے معاشرے پر ایک اور اثر یہ ہے کہ سب لوگ بغیر اجازت کے ایک دوسرے کے گھروں میں آتے جاتے ہیں حتی کہ غیر محرم مرد اور غیر محرم عورتیں بغیر اجازت، بے حجاب ایک دوسرے کے گھروں میں گھس جاتے ہیں۔ (گاؤں میں) کئی لوگ حقہ کی چلم ہاتھ میں پکڑ کر جس گھر میں چاہتے ہیں، یہ کہتے ہوئے داخل ہو جاتے ہیں کہ کیا آگ ہے؟ خواہ اس گھر میں اس وقت کوئی اکیلی عورت ہی کیوں نہ ہو۔ گویا حقے کی چلم لوگوں کے گھروں میں گھسنے کا سرٹیفکیٹ ہے۔ جہاں چاہو گھس جاؤ۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَدْخُلُواْ بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ تَسْتَأْنِسُواْ وَتُسَلِّمُواْ عَلَىٰٓ أَهْلِهَا ﴾ (۳۸)

"اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو، اپنے گھروں کے علاوہ دوسرے گھروں میں اس وقت تک داخل نہ ہو جب تک اجازت نہ لو اور ان کے رہنے والوں کو

(۳۸) النور: ۲۴/۲۷۔

سلام نہ کہو۔"

اپنے گھر کے علاوہ ہر گھر میں داخل ہونے سے پہلے اجازت لینی ہے خواہ کوئی اجنبی ہو یا رشتہ دار، بھائی کا گھر ہو یا بہن کا، سسرال کا گھر ہو یا والدین کا، اجازت لے کر داخل ہو۔

الحمدللہ! میں جب سسرال کے ہاں بھی جاتا ہوں تو دروازہ کھٹکھٹا کر، السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر، اس وقت تک باہر کھڑا رہتا ہوں جب تک اندر سے آواز نہیں آتی کہ آجاؤ۔ بے شک انہیں تعجب ہو، پروا نہیں۔ کیونکہ یہی رسول اللہ ﷺ کی تعلیم ہے۔

آپ مقابلہ کیجئے ہندو معاشرہ کا جس میں عام آزادی ہے۔ کتنا گندا معاشرہ ہوگا اور اسلام کا معاشرہ جس میں اجازت کے بغیر اندر جا ہی نہیں سکتا، کتنا پاکیزہ معاشرہ ہوگا۔

دیور کا بھابی سے عام میل جول:

اسلام میں معاشرہ کو پاکیزہ رکھنے کے لئے ایک پابندی یہ لگائی گئی ہے کہ کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں اکیلا نہ ہو۔ ہاں اپنی بیوی یا اپنی محرم عورتوں کے ساتھ اکیلا رہ سکتا ہے۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عورتوں کے پاس داخل ہونے سے بچو۔" ایک آدمی نے پوچھا:

"یارسول اللہ ﷺ!......خاوندوں کے بھائی کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: ((اَلْحَمْوُ الْمَوْتُ)) دیور تو موت ہے۔ (۳۹)
یعنی اس کے ساتھ خلوت کا عام موقع میسر ہوسکتا ہے اور اس سے بے تکلفی بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اس سے تو بہت ہی زیادہ بچنا چاہئے۔ ہندو مذہب کی بے غیرتی دیکھئے دیور یا جیٹھ کے ساتھ خلوت میں رہنا تو معمولی بات ہے۔ ہندی زبان میں دیور کا معنی ہی دوسرا خاوند ہے۔

اس معاشرے کا ہم مسلمانوں پر بھی یہاں تک اثر ہے کہ خاوند اپنی بیوی کے ساتھ اپنے جوان بھائی کو تنہا رات ایک گھر میں رہتے ہوئے دیکھتا ہے اور برداشت کرتا ہے۔ بلکہ خود ہی اس کے پاس اپنے جوان بھائی کو چھوڑ جاتا ہے۔ سفر میں اس کا ساتھی اپنے جوان بھائی یا کسی غیر محرم رشتہ دار کو بنا دیتا ہے اور اس کی غیرت آرام سے سوئی رہتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ کئی ایک ایسی باتیں ہوجاتی ہیں جو کہنے کے لائق نہیں اور معاملہ حد سے گزر جاتا ہے۔ مگر اس وقت بھی ہندو تہذیب سے آنے والی بے غیرتی اس کی زبان پر تالہ لگائے رکھتی ہے یا پھر کبھی غیرت جاگ اٹھے۔ تو بھائیوں کے ہاتھوں سگے بھائیوں کا خون ہوجاتا ہے۔ (اخبارات ان حادثات سے بھرے پڑے ہیں)۔ یہ سب کچھ کس چیز کا نتیجہ ہے کہ گھر میں ہندو تہذیب کو برقرار رکھا۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے مطابق گھر کا ماحول نہ بنایا۔

---

(۳۹) صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب لا یخلون رَجُلٌ بامراۃ الا ذو محرم،والدخول علی المغیبة :۵۲۳۲۔ صحیح مسلم، کتاب السلام: باب تحریم الخلوة بأجنبية والدخول عليها: ۲۱۷۲۔

اسی ہندو تہذیب کا ایک اور اثر مسلمانوں میں پھیلی ہوئی بے پردگی ہے۔ جب کوئی نکاح ہوتا ہے تو یہ بے پردہ عورتیں زیادہ بے پردہ ہو جاتی ہیں۔ جب دولہا سسرال کے گھر آتا ہے تو اسے مذاق کرتی اور ستھنیاں دیتی ہیں۔ بے پردہ سامنے کھڑی ہو کر بکواس کرتی ہیں اور دولہا اتنا بے غیرت ہے کہ سب کچھ برداشت کرتا ہے۔ ہندو قوم تو تھی ہی دیوث، مسلمان بھی ذلت میں اس حد تک پہنچ گیا کہ بے عزتی کروا رہا ہے مگر اُف نہیں کرتا۔

میرے بھائیو! یہ غیرت مسلم مجاہدوں میں ہوتی ہے کہ ایسی صورت میں سب کچھ چھوڑ کر پلٹ آنے کا حوصلہ رکھتے ہیں۔

موسیقی اور گانا بجانا:

ہندو تہذیب کی زنا اور بدکاری پھیلانے والی چیزوں میں بے پردگی، مردوں عورتوں کے میل جول اور بغیر اجازت گھروں میں آنے جانے کے علاوہ ایک چیز موسیقی اور گانا بجانا ہے۔ جو بدکاری میں مبتلا کرنے کے لئے جادو کا کام کرتا ہے اور دل میں اس طرح منافقت پیدا کرتا ہے جس طرح پانی کھیتی کو اگاتا ہے اور بڑھاتا ہے۔ صحیح بخاری میں حدیث ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت میں کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو باجوں کو حلال کرلیں گے۔'' (٤٠)

---

(٤٠)صحیح بخاری، کتاب الأشربة، باب ما جاء فیمن یستحل الخمر و یسمیه بغیر اسمه: ٥٥٩٠۔

اس سے ثابت ہوا کہ موسیقی اور باجے گاجے حرام ہیں لیکن کفار کی یہ تہذیب ٹی وی کی صورت میں ہر گھر میں پہنچ گئی ہے۔ ہر گھر میں باجے بج رہے ہیں۔ آپ میں سے کتنے بھائی ہیں جن کے گھروں میں ٹی وی نہیں۔ (اس موقع پر مجمع کی اکثریت نے ہاتھ کھڑے کر دیئے) الحمدللہ! اللہ کا شکر ہے کہ اس مجمع میں بہت سے لوگ ہیں جن کا گھر ٹی وی کی لعنت سے پاک ہے کیونکہ یہ مجمع مجاہدین اور جہاد سے محبت رکھنے والوں کا مجمع ہے۔ میرے بھائیو! اس مشن کو آگے بڑھانا ہے۔ ہندوؤں کی تہذیب اوران کی رسموں کو اگر ختم نہیں کریں گے، ان کی مخالفت نہیں کریں گے تو ان سے لڑیں گے کس طرح؟ ہمارے ان کے درمیان تو قیامت تک کے لئے عداوت اور دشمنی ہونی چاہئے۔ یہ عداوت تبھی قائم رہ سکتی ہے جب ہم ان کی تہذیب وثقافت سے بھی دشمنی رکھیں گے۔

چہرے کی وضع قطع، داڑھی اور مونچھیں:

رسول اللہ ﷺ نے جن چیزوں میں غیر مسلم قوموں کی مخالفت کا خاص طور پر حکم دیا، ان میں سے ایک چہرے کی وضع قطع ہے۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان موجود ہے کہ مشرکوں کی مخالفت کرو، داڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو اچھی طرح کترو۔" (۴۱)

بعض احادیث میں آپ ﷺ نے مجوسیوں کی مخالفت کا حکم دینے کے ساتھ

(۴۱) صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب تقلیم الاظفار: ۵۸۹۲۔ صحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب خصال الفطرة: ۲۵۹۔

داڑھیاں بڑھانے اور مونچھیں کترنے کا حکم دیا ہے۔(٤٢)

تمام دنیا میں یہ حلیہ صرف مسلمانوں کا ہے جس سے وہ باقی قوموں سے پہچانا جاتا ہے۔ باقی قوموں میں سکھ اور یہودی ہیں تو داڑھیوں کے ساتھ مونچھیں بھی بڑھی ہوتی ہیں۔ بعض کے ہاں داڑھیاں منڈی ہوئی اور مونچھیں بڑھی ہوتی ہیں۔ بعض کے ہاں مونچھیں داڑھی دونوں صاف ہیں۔

اگر مسلمان رسول اللہ ﷺ کے حکم پر چلتے کفار کی مخالفت کرتے، داڑھیاں بڑھاتے، مونچھیں کٹاتے تو دور سے پہچانے جاتے۔ کسی مسلم مجاہد کو پریشانی نہ ہوتی کہ اس کی زد میں آنے والا مسلم ہے یا ہندو، مگر افسوس اب چہرے سے نہیں پہچانا جاتا کہ مسلم ہے یا ہندو، عیسائی ہے یا یہودی، مسلمانوں نے بھی کفار کی طرح داڑھی منڈھوانا شروع کردی۔ داڑھی بھی صاف، مونچھیں بھی صاف، داڑھی منڈھوا کر کفار کے ساتھ مشابہت کے علاوہ عورتوں سے مشابہت اختیار کرلی۔ اللہ تعالیٰ کی خلق (پیدائش) بدل ڈالی۔ شیطان نے قسم کھا کر کہا تھا کہ میں انہیں حکم دوں گا' یہ اللہ کی خلق بدل دیں گے۔

﴿ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ﴾ (٤٣)

دس چیزیں فطرت سے ہیں۔ ان میں سے ایک داڑھی بڑھانا ہے' یہ مرد کی

---

(٤٢) صحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب خصال الفطرة: ٢٦٠۔

(٤٣) النساء: ٤/١١٩

فطرت اور مردانگی کی علامت ہے۔ صحیح بخاری میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: «لَعَنَ رَسُولُ اللهِ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ» (٤٤)

''اللہ تعالیٰ نے ان مردوں پر لعنت فرمائی جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں اور ان عورتوں پر لعنت فرمائی جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں۔''

میرے بھائیو! مردوں کو داڑھی منڈا کر چہرہ صاف کروا کر عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے کی ضرورت کیا ہے؟ کبھی سوچا ہے آپ نے؟ ناراض نہ ہونا۔ بات بے ادبی کی نہ ہو جائے۔ سخت نہ ہو جائے مگر میں تھوڑا سا اشارہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

اس زمین پر ایک ایسی قوم گزری ہے جس کے لڑکے ایسے انداز میں ظاہر ہونا پسند کرتے تھے کہ مردوں کیلئے ان میں کشش ہو۔ وہ چہرہ صاف کروا کر عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے۔ کہیں اس قوم کے ساتھ تو مشابہت اختیار نہیں کر رہے۔ اگر یہ بات نہیں تو بتاؤ اور کیا وجہ ہے؟ جب مردانگی کی علامت داڑھی کو منڈوا کر عورت کی طرح چہرہ صاف کرلیا تو بتاؤ اسکے پیچھے کون سا جذبہ کارفرما ہے؟ شروع شروع چودہ پندرہ سال کا تھا، داڑھی منڈھا دی۔ چہرہ خوبصورت نکل آیا۔ اگرچہ یہ بھی نہایت مکروہ حرکت ہے اور اس کے پیچھے نہایت گندہ ذہن ہے۔ مرد کو عورت کی طرح جنسی کشش کا باعث بننا

---

(٤٤) صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب المتشبھین بالنساء والمتشبھات بالرجال: ٥٨٨٥۔

مردانگی کی توہین ہے۔ لیکن جب بوڑھا ہوگیا، چہرے پر جھریاں پڑگئیں، چٹکیوں سے پکڑ پکڑ کر چہرے کے بال صاف کررہا ہے۔ اب تو اسے کچھ خیال کرنا چاہئے کہ تیری عمر کیا ہے اور تیری حرکتیں کیا ہیں اور تو کس پیغمبر کا کلمہ پڑھتا ہے اور شکل کون سی بنا رہا ہے۔
(اس موقع پر سٹیج سے ایک بھائی نے داڑھی رکھنے کا وعدہ لینے کی طرف توجہ دلائی)
عزیز بھائیو!...... مجھے ایک بھائی کہہ رہے ہیں کہ ان سے وعدہ لیں جو داڑھی منڈواتے ہیں۔ اس مبارک مجلس میں وعدہ کریں کہ آج سے داڑھی نہیں منڈائیں گے، نہ کترائیں گے۔ ہاں بھائی! یہ وعدہ کرنے والے کھڑے ہوجائیں۔ (اس موقع پر مجمع میں سے سینکڑوں حضرات نے کھڑے ہوکر داڑھی رکھنے کا وعدہ کیا)

ماشاءاللہ، الحمدللہ، یا اللہ تیرا شکر ہے۔ اب آپ کا حلیہ مسلمانوں کا ہوگا۔ محمد رسول اللہ ﷺ کا حلیہ ہوگا، مشرکوں کا حلیہ نہیں ہوگا۔ مجوسیوں کا نہیں ہوگا، قوم لوط کا نہیں ہوگا، اللہ آپ کو اس پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

بیوہ کی شادی کو معیوب سمجھنا:

مسلمانوں نے ہندوؤں کی جو رسمیں اختیار کر رکھی ہیں ان میں سے ایک بیوہ کا نکاح نہ کرنا ہے۔ اسی طرح بعض لوگ اپنی لڑکیوں کو گھر میں ہی بٹھائے رکھتے ہیں۔ ان کا نکاح ہی نہیں کرتے اور اس کو شرافت سمجھتے ہیں۔ کئی سید کہلانے والی عورتیں تارک ہوکر بیٹھ جاتی ہیں۔ یہ عورتیں آل رسول ہونے کا دعویٰ رکھنے کے باوجود گوردواروں میں رہنے والی ہندو دیویوں کے نقش قدم پر چل رہی ہیں۔ (اسی طرح کا ایک ظلم عورتوں کا

قرآن کے ساتھ شادی کرنا بھی ہے)۔ ہندوؤں نے عورت پر وہ ظلم روا رکھے ہیں جن کا اسلام میں تصور بھی نہیں ہوسکتا۔ جس بیچاری کا خاوند فوت ہو جائے، وہ منحوس ہوگئی، ساری عمر آگے نکاح نہیں کرسکتی۔ اس ظلم سے بچنے کے لئے وہ خاوند کی لاش کے ساتھ ہی آگ میں جل مرتی تھی۔ اسے ستی کی رسم کہتے ہیں۔ ایک شاعر نے ہندو عورت کی تعریف کی ہے:

چوں زن ہندو کسے در ہمت مردانہ نیست
سوختن بر شمع مردہ کار ہر پروانہ نیست

''ہندو عورت جیسی مردانہ ہمت کسی میں نہیں۔ مردہ شمع پر جل جانا ہر پروانے کا کام نہیں۔''

مقصد یہ کہ ہندو عورت کی بڑی دلیری ہے کہ اپنے خاوند کے پیچھے وفاداری کا حق ادا کرتے ہوئے وہ آگ میں جل جاتی ہے۔

میرے بھائی! تو نے غلط تجزیہ کیا ہے وہ وفاداری کے اظہار کے لئے نہیں جلی وہ تو اس لئے جلی ہے کہ اگر زندہ رہتی تو اس کیلئے زندگی موت سے بدتر ہوتی۔ جس مجلس میں جاتی نکال دیا جاتا۔ یہ منحوس کہاں آ گئی ہے۔ دوسری بیوہ عورتوں کو دیکھ کر اس کو صاف نظر آ رہا تھا کہ گرد و پیش کے ہر آدمی کی خواہش ہوگی کہ اس سے شہوت پوری کرے، اس سے بدکاری کرے، وہ پاکدامن رہنا چاہے تو کوئی اسے پاک دامن رہنے نہیں دے گا مگر کوئی اسے اپنے نکاح میں نہیں لے گا، کوئی مونس وغمخوار نہیں ہوگا، کوئی اس کا محافظ

نہیں ہوگا۔

اسلام تو نہایت پاکیزہ دین ہے۔ خاوند فوت ہوجائے تو لڑکی کی جلد از جلد دوسری جگہ شادی کردو۔ اس کا گھر جلد آباد کرو۔ اگر اسلام پر عمل ہو تو انسان جہاد میں جاتے ہوئے اللہ کی راہ میں شہید ہوتے ہوئے جھجکتا نہیں۔ اس کو معلوم ہے کہ شہید ہوا تو میری بیوی کی عدت گزرنے کے بعد دوسرا مجاہد بھائی اسے اپنے نکاح میں لے لے گا۔ میرے بچوں کی کفالت بھی ہوجائے گی۔ موجودہ جہاد میں ایسے کئی واقعات پیش آئے۔ دو مجاہد بھائی مقبوضہ کشمیر میں جہاد کے لئے گئے۔ ایک نے دوسرے کو وصیت کی کہ اگر میں شہید ہوجاؤں تو میری بیوی سے تم نکاح کرلینا اور میری بچی کی دینی تربیت اچھی طرح سے کرنا۔ الحمدللہ اس کی شہادت کے بعد دوسرے بھائی نے اس کی بیوہ سے نکاح کرلیا اور اس کی بچی کی کفالت بھی کررہا ہے۔ لیکن اگر ہندوؤں کے راستے پر چلیں گے تو وہ عورت جسے پتہ ہے کہ خاوند شہید ہوگیا تو میں ساری عمر بیوہ ہی رہوں گی۔ کیا اپنے خاوند کو آسانی سے جہاد کیلئے جانے دے گی۔ ہرگز نہیں۔ دامن پکڑ کر بیٹھ جائے گی۔ اللہ کے لئے نہ جاؤ۔ لڑنے والے اور تھوڑے ہیں۔ میرے بھائیو! وعدہ کرو کہ اگر کسی کی بہن یا بیٹی یا کوئی عزیزہ بیوہ ہے یا مطلقہ ہے تو وہ اس کا نکاح پہلی فرصت میں کسی متقی آدمی کے ساتھ کردیں گے۔

لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ مرد بھی سنت کے مطابق ایک سے زیادہ نکاح کریں اور بعض اوقات اس کی بے حد ضرورت ہوتی ہے۔ بھائی فوت ہوگیا۔ اب اس

کے بچوں یعنی اپنے بھتیجوں کی نگہداشت اوران کی جائیداد کی حفاظت جتنی چچا کر سکتا ہے اورکون کرسکتا ہے۔ وہ اپنی بھابھی سے نکاح کرلے۔ نبی کریم ﷺ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے اسی لئے نکاح کیا کہ ان کے خاوند ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی اسلام میں بے شمار قربانیاں تھیں۔ نبی ﷺ نے ان کی وفات کے بعدان کی بیوی سے نکاح کرکے ان کے بچوں کو اپنے سایہ عاطفت میں لے لیا مسلمان جتنے نکاح زیادہ کرے گا اولاد زیادہ ہوگی۔امت محمدیہ میں اضافہ ہوگا۔ قیامت کے دن رسول اللہ ﷺ! دوسری امتوں کے مقابلے میں اپنی امت کی کثرت پر فخر فرمائیں گے،خوش ہوں گے۔(۴۵)

اگر مسلمان اس سنت پر عمل شروع کردیں تو اتنی تیزی سے افرادی قوت بڑھے گی کہ ہندو مسلمانوں کا مقابلہ کرہی نہیں سکیں گے۔اسی لئے تمام دنیا کے کفار مسلمانوں کی آبادی بڑھنے پر فکر مند ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ مسلمانوں کی آبادی بڑھنے کا بم ایٹم بم سے بھی خوفناک ہے۔

ذکراور جہاد سے روکنے والے کھیل:

ہندوؤں اور غیر مسلم قوموں کے جوطور طریقے مسلمانوں میں رائج ہوگئے ہیں، ان میں سے وہ کھیل بھی ہیں جن کا مقصد دل لگی کے علاوہ کچھ نہیں۔ جوانسان کواللہ کے ذکر سے اوراپنے فرائض ادا کرنے سے روکتے ہیں۔رسول اللہ ﷺ نے ایسے تمام کھیل جو جہاد سے غافل کرتے ہیں' باطل قرار دیئے ہیں۔فرمایا:

(۴۵) ابوداود، کتاب النکاح، باب النھی عن تززیج من لم یلد من النساء: ۲۰۵۰۔

«عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ . . . وَكُلُّ شَيْءٍ يَلْهُوْ بِهِ الرَّجُلُ بَاطِلٌ إِلاَّ رَمْيَهُ بِقَوْسِهِ وَتَأْدِيْبَهُ فَرَسَهُ أَوْ مُلاَعَبَتَهُ امْرَأَتَهُ فَإِنَّهُنَّ مِنَ الْحَقِّ» (٤٦)

''ہر وہ چیز جس سے آدمی دل لگی کرتا ہے، کھیلتا ہے، باطل ہے مگر اپنے کمان کے ساتھ تیراندازی کرنا، یا اپنے گھوڑے کو سدھانا، یا اپنے گھر والوں کے ساتھ کھیلنا۔ تو یہ حق سے ہیں۔

صاف ظاہر ہے یہ سب کھیل جہاد کی طرف لے جاتے ہیں۔ بعض احادیث میں سباحۃ یعنی تیراکی کا بھی ذکر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«اِرْمُوْا وَارْكَبُوْا وَأَنْ تَرْمُوْا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ تَرْكَبُوْا»

''تیراندازی کرو اور سواری کرو اور تمہارا تیراندازی کرنا مجھے تمہاری سواری کرنے سے زیادہ پسند ہے۔'' (یہ گذشتہ حدیث کا ہی ایک حصہ ہے)

تیراندازی میں ہر قسم کی نشانہ بازی شامل ہے مثلاً گولی، راکٹ، میزائل، بم پھینکنا۔ سواری میں گھڑ سواری کے ساتھ موٹر سائیکل، موبائل گاڑی، ٹینک، جہاز ہر چیز کی ڈرائیونگ شامل ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے دوڑ لگانا، کشتی کرنا بھی ثابت ہے۔ یہ تمام کھیل براہ راست جہاد سے تعلق رکھتے ہیں اور وہ جن میں اصل چیز دل لگی ہے اور جن کا جہاد سے براہ راست کوئی تعلق نہیں، وہ بے کار ہیں، باطل ہیں اور کفار کی پسند ہیں مثلاً

---

(٤٦) مسند احمد، ٤/١٤٤۔ ترمذی، کتاب فضائل الجهاد، باب ما جاء في فضل الرمي في سبيل الله: ١٦٣٧

ہندوؤں کے کھیل دیکھ لیجئے! پتنگ بازی، دیوالی، ان کا جہاد سے کیا تعلق ہے؟ پتنگ بازی سے دشمن کو کیا تکلیف ہے؟ اور دیوالی چراغاں تو صاف آتش پرستوں کا طریقہ ہے مسلمانوں کا طریقہ ہی نہیں اسی طرح کرکٹ، فٹ بال، والی بال کفار کے کھیل ہیں جن کا جہاد سے براہ راست کوئی تعلق ہی نہیں۔ بلکہ یہ جہاد اور ذکر سے روکنے والی چیزیں ہیں۔ چند آدمی کھیل رہے ہیں اور پوری قوم ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر اسے دیکھنے، سننے اور ہار جیت کا نتیجہ معلوم کرنے کے بخار میں مبتلا ہے۔

پھر ان کھیلوں کے ساتھ جوا شامل ہوتا ہے۔ سکولوں کے ٹورنامنٹ لے لیجئے۔ ہر ٹیم انٹری کے لیے دوسو چار سو روپے دیتی ہے۔ جو ٹیم جیت گئی، سارے پیسے لے گئی، جو ہار گئی، منہ لٹکا کر واپس آ گئی۔ یہ خالص جوا ہے۔ عالمی ٹیموں میں سونے چاندی کے تمغے جیتنا بھی جُوا ہے۔ صرف کھلاڑی ہی جُوا نہیں کھیلتے بلکہ بے شمار لوگ ان پر شرطیں لگا کر بیٹھے ہوتے ہیں۔ کروڑوں اربوں کا جُوا ہوتا ہے کہ کون سی ٹیم جیتے گی اور کون سی ہارے گی۔

اس کے علاوہ تاش، شطرنج، ویڈیو گیمز، جانور لڑانا سب باطل اور ذکر الٰہی اور جہاد سے روکنے والے ہیں۔ میرے بھائیو!...... یہ اسلام کے کھیل نہیں۔ نہ ہی اسلام ایسے افراد تیار کرنا چاہتا ہے جو ان بے کار چیزوں میں زندگی برباد کر دیں۔ اسلام کی سربلندی کے لیے تو ایسے افراد درکار ہیں جو اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرتا ہو وہ کافروں کے خلاف سخت ہو۔ ان کی رسوم، ان کی تہذیب وثقافت

سے شدید نفرت رکھنے والے ہوں۔ اہل ایمان سے محبت اور رحم رکھنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے دین میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل و کرم سے ہمیں ایسے ہی لوگوں میں شامل فرمائے۔ آمین

«وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ»
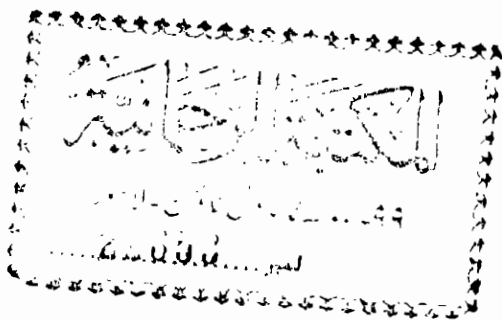
ہندوستان سے جہاد کی فضیلت

عِصَابَتَانِ مِنْ أُمَّتِي أَحْرَزَهُمَا اللّٰهُ مِنَ النَّارِ عِصَابَةٌ تَغْزُو الْهِنْدَ وَعِصَابَةٌ تَكُونُ مَعَ عِيسَى بْنِ مَرْيَمَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میری اُمت کی دو جماعتیں ایسی ہیں جنکو اللہ تعالیٰ نے جہنم سے آزاد کر دیا ہے۔ ایک جماعت، جو ہندوستان سے جہاد میں شریک ہو گی۔ دوسری وہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ملکر (دجال کیخلاف) جہاد کرے گی۔

(سُنن نسائی شریف، باب غزوۃ الہند)

دارالاندلس
4۔ لیک روڈ چوبرجی لاہور
042-37230549
غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
+92-42-37242314
Head Office : +92-42-35062910 Cell: +92-322-4006412 Fax: +92-42-37150407
E.mail: dar_ul_andlus@yahoo.com